سجدۂ تلاوت کے احکام

قرآن مجید میں کتنے سجدے ہیں اور ان میں سے کتنے واجب ہیں:

سوال: قرآن مجید میں ۱۴ رسجدے ہیں، میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان چودہ سجدوں میں سے کتنے واجب ہیں؟ کتنے فرض ہیں اور کتنے سنت ہیں؟

الجواب ــ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ۱۴ کے ۱۴ سجدے واجب ہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۴۱/۴)

تعداد سجدات تلاوت:

سوال: حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید میں کس قدر سجدے ہیں؟

---

(۱) فإذا قرأ آية السجدة وهي في أربعة عشر موضعًا...فإنه يجب عليه أن يسجد بشرائط الصلوٰة إلا التحريمة ... فكان الثابت الوجوب.(الحلبي الكبير: ٤٩٨/١، القـراء ة خارج الصلاة، ط: سهيل اكادمي لاهور/أيضا: بدائع الصنائع: ١٩٣/١، وأما بيان مواضع السجدة،انيس)

سجدۂ تلاوت کا ثبوت اور اس کی مشروعیت:

o عـن ابـن عـمـر رضـي الـلّـه تعالىٰ عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقرأ السجدة ونـحـن عـنـده فيسـجـد ونسجد معه فنزدحم حتىٰ ما يجد أحدنا لجبهته موضعًا يسجد عليه.(صحيح البخاري، باب ازدحام الناس إذا قرأ الإمام السجدة: ١٤٦/١،قديمي،انيس)

(حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (آیت) سجدہ پڑھتے تھے اور ہم لوگ آپ کے پاس ہوتے تو آپ سجدہ کرتے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، پس ہم لوگوں کی اتنی بھیڑ ہو جاتی کہ ہم سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی، جہاں وہ سجدہ کرے۔)

o عـن أبـي هـريـرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا قرء ابن آدم السجدة، فسـجـد اعتـزل الشطان يبكي يقول يا ويله وفي راويه أبي كريب يا ويلىٰ أمر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة و أمرت بالسجود فأبيت فلي النار.(الصحيح لمسلم،باب بيان إطلاق إسم الكفر علىٰ من ترك الصلاة: ٦١/١،قديمي،انيس)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدم کی اولاد آیت سجدہ پڑھتی ہے اور سجدہ کرتی ہے تو شیطان علاحدہ ہو کر یہ کہتے ہوئے روتا ہے، ہائے افسوس آدم کی اولاد کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا، پس اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا تو نہ کیا میرے لیے جہنم ہے۔(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، ص: ۵۱۸، ۵۱۹، مرتبہ: انیس الرحمٰن قاسمی)

الجواب

چودہ ہیں۔(۱)(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۵۸)

سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اوراس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے:

سوال(۱) سجدۂ تلاوت فرض ہے، یا واجب؟اورکس طرح ادا کرنا چاہیے؛یعنی سجدہ میں اورسجدہ شروع کرنے سے پہلے، یا بعد سجدہ کے کیا کیا پڑھنا چاہیےاور جب تلاوت قرآن میں مشغول ہواورآیت سجدہ کی پڑھتا ہےتواسی وقت دوزانوں ہوکرسجدہ ادا کرے، یا کھڑے ہوکر؟

(۲) نیزاگرایک دفعہ آیتِ سجدہ کو بزبان عربی اور بعد میں ترجمہ پر دہرائے،اسی طرح کسی کو پڑھاتا ہے، یا خود حفظ کرتا ہے، جوکہ آیتِ سجدہ چند دفعہ تلاوت ہوجاتی ہے۔ان سب صورتوں میں سجدۂ تلاوت ایک دفعہ ہوگا، یا جدا جدا؟

(۳) نیز جن وقتوں میں ہرقسم کی نماز پڑھنی مکروہ ہے،سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے؟مثلاً فجر کے فرضوں کے بعدتاطلوع آفتاب، یادوپہر، یابعدنمازعصر،ایساہی صبح صادق کےوقت فجر کی سنتوں سے پہلے، یا سنت اورفرض کےدرمیان؟

(۴) نیزاگرنابالغ بچہ کوسبق پڑھارہاہےتوبچہ کی طرف سےخودسجدہ کرے، یا معاف ہے؟

(۵) یااگرتلاوت کےوقت آیتِ سجدہ کوئی پڑھنے والے سےسن لیتاہے،اگراس نےخودبخودسمجھ کرادا کردیا فبہا، ورنہ اس کا سجدہ نہ ادا کرنا پڑھنے والے پرکوئی باعث گناہ کا ہوتا ہے، یا سننے والوں کی طرف سےبھی پڑھنے والاادا کرے؟

الجواب

سجدۂ تلاوت واجب ہے۔طریق اس کا یہ ہے کہ **اللّٰہ أکبر** کہہ کرسجدے میں جاوے،تین بار، یازیادہ برعایت **سبحان ربی الأعلٰی** کہہ کر **اللّٰہ أکبر** کہہ کراٹھ جاوے،سجدہ اداہوگیا۔اگربیٹھے ہوئےسجدہ میں گیااور بعد سجدے کے پھر بیٹھا رہا،تب بھی کچھ حرج نہیں ہے؛لیکن بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہوکرسجدے میں جاوےاورسجدے کے بعدکھڑاہوجاوے۔(۲)

(۱) فإذا قرأ آية السجدة وهی فی أربعة عشر موضعًا...فإنه يجب عليه أن يسجد بشرائط الصلوٰة إلا التحريمة ... فكان الثابت الوجوب.(الحلبی الكبير: ۴۹۸/۱، القراء ة خارج الصلاة، ط: سهيل اكادمی لاهور/أيضا: بدائع الصنائع: ۱۹۳/۱، وأما بيان مواضع السجدة،انيس)

(۲) (يجب)بسبب(تلاوة آية)أی أكثرها مع حرف السجدة.(الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲،دارالفكر بيروت،انيس)

(وهی سجدة بين تكبيرتين)مسنونتين جهرًا وبين قيامين مستحبين(بلارفع يد و تشهد وسلام وفيها تسبيح السجود)(الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،باب سجودالتلاوة: ۱۰۶/۲-۱۰۷،دارالفكر بيروت، انيس)

(۲) ان سب صورتوں میں ایک سجدہ واجب ہوگا۔(۱)

(۳) طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے؛مگر جب کہ آیتِ سجدہ انہی اوقات میں پڑھے تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور بعد صبح صادق سجدۂ تلاوت درست ہے۔

(وکره)تحريمًا وكل ... (صلاة) ... (ولو) ... (علٰى جنازة وسجدة تلاوة وسهو) ... (مع شروق) ...(واستواء)...(وغروب)...(وكره نفل)...(بعد صلاة فجرو)صلاة(عصر)... (لا) ...(قضاء فائتة و)...(سجدة تلاوة وصلٰوة جنازة وكذا)...(بعد طلوع فجرسوٰى سننه).(۲)

(۴) بچۂ نابالغ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۵) سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے۔اگر انھوں نے نہ کیا تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدہ نہیں کرسکتا۔(۳)(فتاویٰ دارالعلوم:۴/۴۲۹-۴۳۱)

سجدۂ تلاوت واجب ہے:

سوال: قرآن شریف میں جو سجدہائے تلاوت ہیں، وہ واجب ہیں، یا فرض؟

الجواب

سجدہائے تلاوت واجب ہیں۔(۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۴/۴۲۷)

کیا سجدۂ تلاوت واجب ہے:

سوال: قرآن مجید میں جو آیات سجدہ آئی ہیں، کیا ان پر سجدہ کرنا لازم ہے؟ (عبدالباری، اوٹکور)

الجواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر قرآن پڑھتے اور آیتِ سجدہ

(۱) ولو كررها في مجلسين تكررت وفي مجلس واحد لا تتكرر بل كفته واحدةً،إلخ.(الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار،باب سجود التلاوة:۲/۱۱۴، دارالفكر بيروت،انيس)

(۲) الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار:۱/۳۷۰-۳۷۵،دارالفكر بيروت،انيس

(۳) فالسبب التلاوة وإن لم يوجد السماع كتلاوة الأصم والسماع شرط في حق غيرالتالي.(الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،باب سجود التلاوة:۲/۱۰۴-۱۰۵،دارالفكربيروت،انيس)

(۴) والسجدة واجبة في هٰذه المواضع على التالي والسامع،إلخ. (الفتاوىٰ الهندية،الباب الثالث عشر في سجود التلاوة:۱/۱۳۲،ظفير)

پر گزر تے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے''۔(۱) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اتباع کرتے ہوئے فقہا نے آیتِ سجدہ کی تلاوت پر سجدہ واجب قرار دیا ہے، پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی، خواہ سننے کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔(۲) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۵۳-۴۵۴)

سورۂ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم:

سوال: سورۂ حج کا آخری سجدہ عند الشافعی واجب ہے، حالتِ اقتدا میں حنفی المذہب بھی یہ سجدہ باتباع شافعی المذہب ادا کریں، یا نہیں؟ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا؟

الجواب

شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی یہ سجدۂ اخیرہ سورہ حج کا کرے۔

وظاهره أنه يتبعه فيها لو كان في الصلاة،إلخ. (شامی)(۳)

اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدی کے ذمہ سے بھی موافق قواعد حنفیہ کے یہ سجدہ ساقط ہے؛ لیکن اگر شوافع کے نزدیک سجدۂ صلوٰتیہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہوا اور اس کو اس وقت نہ کیا جاوے تو پھر وہ ادا نہیں ہو سکتا۔(۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۲۳)

احناف کے یہاں سورۂ حج کے دوسرے سجدہ کی تحقیق:

سوال: سورۂ حج میں دو سجدے ہیں سجدۂ اولیٰ کو حنفیہ کرتے ہیں، اور سجدۂ ثانی کو نہیں کرتے چنانچہ کمترین بھی سجدۂ اولیٰ کا سجدہ کرتا ہے، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں سجدے کرنا چاہیے، لہٰذا اس کی بابت جیسا ارشاد ہو دونوں سجدے کروں یا صرف سجدۂ اولیٰ کروں؟

---

(۱) عن ابن عمر قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ علينا القرآن فإذا مر بالسجدة كبر وسجد وسجدنا. (سنن أبي داؤد، باب في الرجل يسمع السجدة وهو راكب: ۲۰۷/۱، رقم الحديث: ۱۴۱۳، المكتبة الحقانية باكستان، انيس)

(۲) والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱۳۲/۱، انيس)

(۳) رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۱۰۵/۲، دار الفكر بيروت، ظفير

(۴) (وهي على التراخي)... (إن لم تكن صلوٰية فعلى الفور لصيرورتها جزءًا منها ويأثم بتأخيرها ويقضيها مادام في حرمة الصلاة ولو بعد السلام. (الدر المختار على رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۱۰۹/۲-۱۱۰، دار الفكر بيروت، انيس)

أي ناسياً مادام في المسجد وروى أنه لايسجد بعد السلام ناسياً. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۷۲۱/۱، ظفير)

الجواب________________

حنفیہ کے نزدیک سجدۂ اولیٰ واجب ہے اور دوسرا سجدہ ثابت نہیں؛ لیکن حنفیہ نے یہ کلیہ لکھا ہے کہ مسائل اختلافیہ میں اختلاف کی مراعاۃ افضل ہے، بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آئے، سو اس قاعدہ کی بنا پر نماز کے خارج تو دوسرے سجدہ کا کرلینا بھی بہتر ہوگا، البتہ نماز کے اندر چوں کہ سجدۂ زائدہ بغیر سبب خلاف موضوع صلوٰۃ ہے؛ اس لیے نماز کے اندر نہ کیا جاوے، البتہ ایک خاص طریق سے کرلیا جاوے تو اس مکروہ کے ارتکاب سے بھی محفوظ رہے گا اور وہ طریق یہ کہ سجدۂ ثانیہ کی آیت پڑھ کر فورا رکوع میں چلا جاوے تو سجدہ صلوٰۃ میں یہ سجدہ بھی ادا ہوجاوے گا۔

۱۰/رجب ۱۳۳۵ھ (تتمہ خامسہ: ۱۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۵-۵۵۶)

﴿اقترب للناس﴾ کے دوسرے سجدۂ تلاوت پر سجدہ کرنے کا حکم:

سوال: نماز تراویح میں ﴿اقترب للناس﴾ کے دوسرے سجدۂ تلاوت پر جو امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے، سجدہ کیا تو نماز میں کوئی نقص تو نہیں آیا؟

الجواب________________

کچھ نقص نہیں آیا، اگر یہ سجدہ کرنے والا عالم ہو اور اس کو دلیل سے امام شافعیؒ کے قول کی قوت معلوم ہوگئی ہو اور اگر یہ بات نہ ہو تو پھر اس سجدہ سے اس شخص پر سجدۂ سہو لازم آئے گا؛ کیوں کہ اس کے امام کے نزدیک اس جگہ سجدہ نہیں تو اس نے نماز میں بلاضرورت ایک سجدہ بڑھا دیا، جس سے تاخیر رکن لازم آئی، جو موجب سجدۂ سہو ہے۔

۱۸/ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۲/۳۰۳)

آیت سجدہ کی تفصیل:

سوال: یہ دونوں احادیث مسلم وترمذی سے مروی ہیں، جن کو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر پارہ: ۱۷ اور ۲۲ میں لائے ہیں:

(الف) ''سورۂ حج کو دو سجدوں سے فضیلت دی گئی ہے، جو ان پر سجدہ نہ کرے وہ اسے پڑھے ہی نہیں''۔

(ب) ''اہل جہنم پانچ قسم کے ہیں، وہ بے وقعت کمینے لوگ جو بے زر اور بے گھر ہیں اور جو تمہارے دامنوں سے لپٹے رہتے ہیں''۔

الجواب________________ حامدًا ومصلیًا

(الف) (۱) آیت سجدہ پڑھ کر مستحب یہ ہے کہ جلدی سجدہ کرلیا جائے۔

(۲)　جو شخص بے وضو ہو وہ حفظ تلاوت تو کرسکتا ہے؛ مگر سجدہ نہیں کرسکتا۔

(۳)　اس لیے باوضو تلاوت کرنا اعلیٰ بات ہے؛ تاکہ آیت سجدہ جب آئے تو فوراً سجدہ کرلے، جو شخص بے وضو ہو، وہ ایسی سورت تلاوت کرے، جس میں سجدہ نہ ہو، یہ محض استحبابی حکم ہے، وجوبی نہیں۔ نیز اس حدیث کی سند میں کلام ہے، اس کے مقابلہ میں دوسری حدیث قوی اور راجح ہے۔(۱)

(۴)　یہ حدیث کہاں ہے پوری مع حوالہ نقل کریں، تشریح کی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۲/۶/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۳/۶/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۶۲-۴۶۳)

تحقیق محل سجدۂ سورہ ص:

سوال:　سورۂ ص میں سجدہ ﴿حسن مآب﴾ پر ہے، **كذا في مراقي الفلاح: (ص) وظن داؤد أنما فتناه فاستغفر ربه وخر راكعاً وأناب فغفرنا له ذلك وإن له عندنا لزلفى وحسن مآب وهٰذا هو الأولى مما قاله الزيلعي تجب عند قوله تعالىٰ وخر راكعا وأناب، إلخ.** (۲) امداد المفتیین دیکھ لیا جائے۔

سورہ ''ص'' میں کون سی آیت پر سجدہ کیا جائے:

سوال:　سورۂ ص کا سجدہ آیت ﴿مآب﴾ پر صحیح ہے، یا ﴿أناب﴾ پر؟

(المستفتی: ۱۴۳۴، حکیم نظام الدین صاحب اجمیری، ۶/ربیع الاول ۱۳۵۶ھ، ۱۷/مئی ۱۹۳۷ء)

---

(۱)　حدثه أن عقبة بن عامر حدثه قال: قلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم في سورة الحج سجدتان؟ بتقدير الاستفهام (قال: نعم ومن لم يسجدهما فلا يقرأهما): أي آيتي السجدة. قال أبو عيسى الترمذي رحمة الله عليه: هٰذا حديث ليس إسناده بالقوي، واختلف أهل العلم في هٰذا... وقال الشوكاني: وفي إسناده ابن لهيعة ومشرح بن هاعان، وهما ضعيفان، وقد ذكر الحاكم أنه تفرد به''... (بذل المجهود، تفريع أبواب السجود، وكم سجدة في القرآن: ۷/۲۰۲، دار الكتب العلمية بيروت، انیس)

عن عقبة بن عامر قال: قلت يارسول الله! فضلت سورة الحج بأن فيها سجدتين؟ ومن لم يسجد ها فلا يقرأهما. قال أبو عيسٰى: هٰذا حديث ليس إسناده بالقوي. (سنن الترمذي، باب ماجاء في السجدة ذي الحج: ۱/۱۲۸، قديمي، انیس)

''وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال في سجود الحج: الأول عزيمة والآخر تعليم. أخرجه الطحاوي و رجاله كلهم ثقات... قوله: حدثنا أبوبكرة وابن مرزوق؟... قلت: فيه دليل صريح لما قاله علمائنا الحنفية: إن الثانية من الحج سجدة الصلاة دون التلاوة؛ لأن السجدة متى قرنت بالركوع كانت عبارة عن سجدة الصلاة، كما في قوله تعالٰى: ﴿فاسجدي واركعي﴾ (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة وما يتعلق بها: ۷/۲۴۱-۲۴۲، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي باكستان)

(۲)　مراقي الفلاح على حاشيته الطحطاوي، باب سجود التلاوة، ص: ۴۸۲، انیس

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

(ازمولانا احمد سعید صاحب) سورہ صٓ کا سجدہ آیت ﴿مآب﴾ پر صحیح ہے، ﴿أناب﴾ پر درست نہیں ہے۔
فقیر احمد سعید کان اللہ لہ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

(ازحضرت مفتی اعظمؒ) ﴿حسن مآب﴾ پر سجدہ کرنا اولیٰ اور احوط ہے اور یہی قول راجح ہے اور دوسرا قول کہ ﴿أناب﴾ پر سجدہ ہے، مرجوح ہے، **كذا في مراقي الفلاح (وص) وظن داؤد أنما فتناه فاستغفر ربه وخر راكعا و أناب فغفرنا له ذلك. وإن له عندنا لزلفىٰ وحسن مآب، وهٰذا هو الأولى مما قال الزيلعي تجب عند قوله تعالىٰ "وخر راكعا وأناب وعند بعضهم عند قوله تعالىٰ: وحسن مآب.** (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۳/۴۱۴-۴۱۵)

سورہ ''ص'' اور ''حج'' کے سجدہ کی تحقیق:

سوال: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورۂ ''حج'' میں ایک سجدہ ہے، جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دو سجدے ہیں اور امام صاحب سورۂ ''ص'' میں سجدہ کے وجوب کے قائل ہیں، جب کہ امام شافعیؒ اس کے وجوب کے قائل نہیں ہے، دراں حالیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ ''ص'' میں بھی سجدہ ہے اور سورۂ ''حج'' میں بھی دو سجدے ہیں؛ اس لیے تحقیقی جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفيق

سورۂ ''ص'' میں تو حنفیہ کے یہاں سجدہ ہے (۲) اس کی دلیل یہ روایت ہے اور اس کے مثل دوسری روایت ہے:
"عن أبي سعيد أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سجد في "ص". (۲)
سورۂ ''حج'' میں ایک سجدہ ہے، وہ پہلی جگہ ہے، دوسری جگہ نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے:

---

(۱) مراقي الفلاح علىٰ حاشيته، باب سجود التلاوة ص: ٤٨٢، ط: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان، انيس

(۲) رقم الحديث: ٥٧٧، باب ما جاء في السجدة في ص، ٢، روى الترمذي بسنده عن عكرمة عن ابن عباس قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد في ص " قال ابن عباس، وليست من عزائم السجود، قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، واختلف أهل العلم في ذلك فرأى بعض أهل العلم من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وغيرهم أن يسجد فيها وهو قول سفيان الثوري. (سنن الترمذي، كتاب الصلاة، أبوب السفر: ٢/٤٧٠، انيس)

(۳) شرح معاني الآثار، باب ماجاء في السجدة في صٓ، باب المفصل هل فيه سجود أم لا؟: ١/٢٢٢، رقم الحديث: ٢٠١٨، مكتبة رحمانية لاهور، انيس)

”عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قال فی سجود الحج: الأول عزیمة والآخر تعلیم“.(۱)
سورۂ ”حج“ کا دوسرا سجدہ تعلیمی ہے، جس میں رکوع وسجدہ دونوں ہے (نماز کی تعلیم ہے)؛ اس لیے حنفیہ اس سجدہ کے قائل نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد یحییٰ قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۹۱-۴۹۲)

سورۂ ”ص“ میں سجدہ کس آیت پر ہے:

سوال: سورۂ ”ص“ میں آیت: ۲۵ پر سجدہ ہے، یا آیت: ۲۴ پر؟ اگر کوئی آیت: ۲۴ پر سجدہ کردے تو سجدہ ہوجائے گا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا

آیت: ۲۵/ پر آیت سجدہ ہے، اگر آیت: ۲۴ پر ﴿أناب﴾ پر سجدہ کرے گا، تب بھی ایک قول پر ادا ہوجائے گا۔(۲)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۱۳۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۷۱)

خطبہ میں اور درس مثنوی وغیرہ میں بعض الفاظ آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ واجب ہونے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت مسئلہ ہذا میں اگر سجدہ والی آیت کے ایک، یا دو لفظ کسی شعر، یا مثنوی شریف کے بیت میں تقریر کے موقع پر پڑھے جائیں، کیا سجدہ ضروری اور واجب ہوتا ہے، جیسا کہ بیت ہذا میں وارد ہے۔(۳)

گفت واسجد واقترب یزدان ما — قرب جاں شد سجدۂ ابدان ما

---

(۱) شرح معانی الأثار، باب المفصل هل فیه سجود أم لا؟: ۱/۲۲۳، مکتبة رحمانیة لاهور، انیس

(۲) ”عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما: أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سجد فی ”ص“ وقال: ”سجدها داؤد توبة ونسجدها شکرا“. (سنن النسائی، باب سجود القرآن، السجود ”ص“: ۱/۱۵۲، قدیمی، انیس)

”قوله: (عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما إلخ)... قال فی البدائع: وما تعلق به الشافعی، فهو من دلائلنا فإنا نقول: نحن نسجد ذلک شکرًا لما أنعم اللّٰه علیٰ داؤد بالغفران والوعد بالزلفی وحسن المآب، لهٰذا لایسجد عندنا عقیب قوله: ”وأناب“ بل عقیب قوله: ”مآب“ وهذه نعمة عظیمة فی حقنا“ (إعلاء السنن، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة ما یتعلق بها: ۷/۲۳۱، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی)

”أو ”ص“ عند قوله: ﴿فاستغفر ربه وخر راکعا وأناب﴾. (الفتاویٰ الهندیة، الباب الثالث فی سجود السهو: ۱/۱۳۲، رشیدیة)

(۳) یعنی یہ ہیئت مذکورہ جس میں یہ اجزا ہیں، قیام تکبیر سجدہ کو جاتے ہوئے تکبیر سجدہ سے اٹھتے ہوئے قیام ثانی۔ منہ

الجواب

فی ردالمحتار أول باب سجدة التلاوة عن السراج الوهاج:...والصحيح أنه إذا قرأ حرف السجدة وقبله كلمة أوبعده كلمة وجب السجود وإلا فلا.وقيل لايجب إلا أن يقرأ أكثر آية السجدة مع حرف السجدة،الخ.(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بنابرقول اصح سجدۂ تلاوت پڑھنے والے اور سننے والے پرواجب ہے۔(۲)

۱۹/شعبان ۱۳۵۰ھ (النور، بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ) (امدادالفتاویٰ جدید:۱/۵۵۷)

''واسجد واقترب یزدان ما'' پڑھنے سے کیا سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے:

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پرکہ زید نے دوران تقریر میں مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھا:

گفت و اسجد واقترب یزدان ما
قوت جاں شد سجدہ ابدان ما

اورسجدہ نہیں کیا،اسی پربکر نے اس اور سامعین کوسجدہ کرنے پرمجبور کیا۔زید نے یہ جواب دیا کہ سجدہ سالم آیت کے تلاوت ہونے پر ہوتا ہے، نہ کسی جزوپر۔صورت مسئولہ میں جواب مفصل عطا فرما کر ثواب دارین حاصل کریں؟

الجواب

اس شعر کے پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے،بکر کا قول صحیح اور مختار ہے،اگرچہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ اکثر حصہ آیت کا پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے،مگر مفتی بہ قول پہلا ہی ہے۔

لما فى الدرالمختار بسبب تلاوة آية أى أكثرها.(۳)

قال الشامی:(قوله:أى أكثرها) هذا خلاف الصحيح الذى جزم به فى نورالإيضاح (إلى قوله) والصحيح أنه إذا قرأ حرف السجدة وقبله كلمة أوبعده كلمة وجب السجود وإلا فلا.(۴)(امدادالمفتین:۳۱۹)

اگرآیت سجدہ پڑھ کرمعنی بھی پڑھے تو کتنے سجدے کرے:

سوال: ایک شخص نے سجدۂ تلاوت پڑھ کر معنی پڑھا تو وہ شخص ایک سجدہ کرے، یا دو؟

(۱) ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة:۲/۱۰۳،انيس
(۲) یعنی لفظ سجدہ ایک لفظ آگے پیچھے پڑھنے والے پرسجدہ واجب ہے۔
(۳) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار،باب سجود التلاوة:۲/۱۰۳،دارالفكر بيروت،انيس
(۴) ردالمحتار،باب فى سجود السهو:۲/۱۰۳،دارالفكر بيروت،انيس

الجواب

ایک سجدہ لازم ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴۲۱/۴)

آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھنے سے وجوب سجدہ کا حکم:

سوال: رسالہ بالنور بت ماہ جمادی الاول، صفحہ:۴ ''ومن آیاته اللیل، الخ'' پر سرخی دے کر حاشیہ میں لکھا ہے، یہ سجدہ کی آیت ہے، اس کو پڑھ کر ناظرین پر سجدہ واجب ہو جائے گا، بشرطیکہ آیت، یا ترجمہ کو زبان سے پڑھے اور صرف دیکھ لینے سے سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (مدیر)

(سوال) آیت سجدہ کا ترجمہ زبان سے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوگا، یا نہیں؟ محقق قول کون سا ہے؟

الجواب

جو النور میں لکھا ہے کہ آیت، یا ترجمہ کو زبان سے پڑھیں تو سجدۂ تلاوت واجب ہے، یہ صحیح ہے۔

كما فى الهندية (۸۵/۱): وإذا قرأ آية السجدة با لفارسية فعليه وعلىٰ من سمعها السجدة فهم السامع أو لا، إذا أخبر السامع أنه قرأ آية السجدة وعندهما إن كان السامع يعلم أنه يقرأ القرآن يلزمه وإلا فلا، كذا فى الخلاصة، وقيل: تجب بالإجماع وهو الصحيح، كذا فى محيط السرخسى. (۲)

کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ، ۸/صفر ۱۳۴۵ھ۔ الجواب صحیح ظفر احمد عفا عنہ ۹/صفر ۱۳۴۵ھ۔ (امداد الاحکام:۳۰۶/۲)

آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھا جائے:

سوال: تقریر کے دوران اگر سجدہ والی آیت کا ترجمہ سنانے پر اکتفا کیا جائے تو کیا اس پر بھی سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے؟ (س، ج، سنتوش نگر کالونی)

الجواب

سجدۂ تلاوت خاص ان آیات قرآنی کے پڑھنے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا ثابت ہے۔ قرآن مجید کے معانی بعینہ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہیں؛ اسی لیے صحیح ومعتبر قول کے مطابق نماز

(۱) ''يجب بسبب تلاوة آية أى أكثرها مع حرف السجدة''. (الدر المختار) (قوله: بسبب تلاوتها) احترز عما لو كتبها أو تهجاها فلاسجود عليه. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲، ظفير)

(كمن كررها) أى الآية الواحدة (فى مجلس واحد) حيث تكفيه سجدة واحدة سواء كانت فى ابتداء التلاوة أو أثنائها أو بعدها للتداخل لأن النبى صلى الله عليه و سلم كان يقرؤها على أصحابه مرارا ويسجد مرة. (مراقى الفلاح، باب سجود التلاوة: ۱۸۹، المكتبة العصرية، انيس)

(۲) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة: ۱۳۳/۱، انيس

میں آیات قرآنی کا ترجمہ پڑھ دینا کافی نہیں؛ بلکہ الفاظ قرآن کی ادائیگی بھی ضروری ہے، اسی طرح حالت جنابت میں الفاظ قرآن کے پڑھنے کی ممانعت ہے؛ لیکن قرآن کے معانی اور تشریحات پڑھنے کی اجازت ہے، لہذا آیت سجدہ کا ترجمہ سننے اور سنانے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، چناں چہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ. . .بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ (۱) (کتاب الفتاویٰ: ۴۴۹/۲)

بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگا:

سوال: بغیر نیت تلاوۃ کے اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

سجدہ اس صورت میں واجب ہوگا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۲۵/۴)

اگر سجدۂ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے:

سوال: آیتِ سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے، سجدۂ تلاوت واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ کلمہ پڑھا، جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدۂ تلاوت واجب ہو گیا۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۲۸/۴-۴۲۹)

حکم سجدۂ تلاوت بغیر تلاوت آیت سجدہ:

سوال: نماز تراویح میں سورۂ انشقاق شروع کی اور ﴿فما لهم لا يؤمنون﴾ پر ختم کر کے سجدہ کرلیا، پھر سجدے سے اٹھ کر سجدہ کی آیت چھوڑ کر بقیہ سورت ختم کر کے رکعت پوری کر لی؛ یعنی سجدۂ تلاوت ہوا اور سجدہ کی آیت تلاوت نہیں ہوئی، ایسی حالت میں نماز صحیح رہی، یا نہیں؟ یا غلطی سہواً ہوئی ہے؟

الجواب

اس صورت میں سجدۂ سہو لازم تھا، سجدۂ تلاوت جو بدون آیت سجدہ کے کیا گیا ہے، عمل زائد ہوا، جس سے واجب میں تاخیر ہوئی۔

۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۳۰۳/۲)

---

(۱) سورة الشعراء: ۱۹۵

(۲) يجب بسبب تلاوة آية أى أكثرها مع حرف السجدة. (الدر المختار، باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲، ظفير)

(۳) يجب بسبب تلاوة آية ...(الدر المختار) هذا خلاف الصحيح الذى جزم به في نور الإيضاح، ففي السراج: وهل تجب السجدة بشرط قراءة جميع الآية أم بعضها؟ فيه اختلاف، والصحيح أنه إذا قرأ حرف السجدة وقبله كلمة أو بعده كلمة وجب السجود وإلا فلا، إلخ. (ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲، دار الفكر بيروت، ظفير)

دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا:

سوال: آیت سجدہ دل ہی دل میں دیکھ کر پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

تلاوت کرنا ضروری ہے، بغیر تلاوت سے سجدۂ واجب نہیں ہوتا۔

قال فی الدر المختار: بسبب تلاوة، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۲۶/۴)

آیت سجدہ دل میں پڑھنے سے سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: ایک شخص کلام اللہ کی تلاوت کرر ہا ہے اور دوسرے شخص بیٹھے ہیں اور دل ہی دل میں ورد ہے؛ لیکن جب وہ شخص سجدہ کی آیت پر آتا ہے تو خاموش پڑھتا ہے؛ مگر سننے والے اس آیت کو دل میں پڑھ جاتے ہیں، زبان سے کچھ نہیں پڑھتے، اب کیا سجدہ ہر ایک پر واجب ہے، یا نہیں؟ بحوالہ کتب مرحمت فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

دل میں پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا بلکہ زبان سے پڑھنے سے (خواہ بالجہر یا بالسر پڑھے) یا سننے سے واجب ہوتا ہے اور صورت مسئولہ میں پڑھنے والے پر واجب ہوا ہے، اگر چہ اس نے آہستہ ہی پڑھا ہے اور سننے والے نے اس کو سنا نہیں اور نہ زبان سے پڑھا ہے بلکہ دل میں پڑھا ہے اس لئے اس پر واجب نہیں ہوا۔

"ویجب بسبب تلاوة آية احترز عما لو كتبها أو تهجاها، فلا سجود عليه... بشرط سماعها، فلا تجب علىٰ من لم يسمعها وإن كان في مجلس التلاوة، آه". (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۶/۱۳۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، ۶/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۷۰/۷)

بغیر زبان ہلائے تلاوت کرنے کا ثواب ملتا ہے:

سوال: عام عورتوں کو میں نے دیکھا ہے کہ قرآن کو زبان سے پڑھنے کے بجائے صرف دیکھتی رہتی ہیں؛ یعنی دل میں پڑھتی ہیں، جیسے ہم کوئی اخبار، یا کتاب وغیرہ کا مطالعہ کرتے ہیں، کیا اس صورت میں بھی ثواب اتنا ہی ہوتا

(۱) (قوله بسبب تلاوة) احترز عما لو كتبها أو تهجاها فلا سجود عليه. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱۰۳/۲-۱۰۴، سعيد

ہے، جتنا قرآن کوزبان سے پڑھ کر ہوتا ہے، یا اس طرح تلاوت کرنی جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

جب تک زبان سے الفاظ کا تلفظ نہ کیا جائے، تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا۔(۱)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۲۴۲/۴)

اخبار میں آیت سجدہ:

سوال: عید الفطر کے سپلیمنٹ کے صفحہ نمبر ایک پر آیت سجدہ تحریر ہے، اس آیت کے پڑھنے پر سجدہ تلاوت لازم آتا ہے؟ اس آیت کو لاکھوں حضرات پڑھ چکے ہوں گے، اس قسم کی آیتیں اخبار میں تحریر نہیں ہونی چاہئیں۔(عادل، مغلپورہ)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

ہاں یہ درست ہے کہ جن لوگوں نے اس شمارہ میں آیت سجدہ پڑھی ہے، ان پر سجدہ کرنا واجب ہے۔(۲) اگر صرف ترجمہ پڑھا ہو تو سجدہ واجب نہیں۔ اگر کوئی ایسا مضمون زیر بحث ہو کہ جس کے سمجھنے، یا سمجھانے کے لیے آیت سجدہ کا پڑھنا، یا لکھنا ضروری، یا مناسب ہو تو ایسی آیات سجدہ کے اخبار میں نقل کرنے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں کو کم سے کم اس سے تو واقف ہونا چاہیے کہ کن کن آیات پر سجدہ واجب ہے اور سجدۂ تلاوت کرنے میں اجر و ثواب ہی ہے، یہ اتنا آسان اور ہلکا عمل ہے کہ کسی مسلمان پر اس کو بارخاطر نہیں ہونا چاہیے۔(کتاب الفتاویٰ:۴۵۰/۲-۴۵۱)

آیت سجدہ کے طغرے پر نظر پڑ جائے:

سوال: ایک بڑا طغرہ کھڑکی کی دیوار پر چسپاں ہے، جس پر بڑے حروف میں سورۂ حم السجدۃ کی آیت سجدہ تحریر ہے، چوں کہ یہ طغرہ مکان کے دالان میں چسپاں ہے؛ اس لیے آتے جاتے اس پر نظر پڑ جاتی ہے تو کیا اس سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟ (سید صابر علی چشتی، ناندیڑ)

---

(۱) وفضائل القرآن هی المزايا والمنافع التی تترتب علی قراء ته وسماعه أو المزايا التی يختص بها أهل القرآن أو الصفات العظيمة التی يمتاز بها القرآن عن غيره وکما أن القرآن کتاب هداية وتشريع، يتعبد بأحکامه والعمل بما فيه،کذلک هو کتاب يتعبد بتلاوته، وتنال المثوبة والأجر بقرائته فقد روی ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم أنّه قال:من قرأ حرفاً من کتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها لا أقول: ألم حرف، ولکن ألف حرف ولام حرف وميم حرف.أخرجه الترمذی وقال:حديث حسن صحيح غريب.(منار القاری شرح صحيح البخاری،کتاب فضائل القرآن:۷۸/۵،مکتبة دار البيان دمشق،انيس)

(۲) والصحيح أنه إذا قرأ حرف السجدة وقبله کلمة أو بعده کلمة وجب السجود وإلا فلا،إلخ.(ردالمحتار،باب سجود التلاوة:۱۰۳/۲،دارالفکر بيروت،انيس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

سجدۂ تلاوت آیت سجدہ کی تلاوت اور تلاوت کرنے والے شخص سے آیت سجدہ سننے سے واجب ہوتا ہے، گو بلاارادہ سن لے اور بے خیالی میں پڑھ لے۔

السجدة واجبة في هٰذه المواضع على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أولم يقصد.(۱)

تو اگر صرف اس طغرہ پر نظر پڑے اور زبان سے تلفظ نہ کیا جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، ہاں اگر زبان سے بھی آیت سجدہ پڑھ لے تو سجدہ واجب ہو جائے گا۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۵۶-۴۵۷)

آیت سجدہ لکھنے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے:

سوال: ایک شخص نے آیت سجدہ کو اپنی کاپی پر لکھا تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

صورت مسئولہ میں جب کہ مذکورہ شخص نے آیت سجدہ کو لکھا ہے، زبان سے اس کو پڑھا نہیں تو ایسی صورت میں اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوا؛ اس لیے کہ محض آیت سجدہ کے لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔

(يجب) بسبب (تلاوة آية) أى أكثرها مع حرف السجدة". (الدرالمختار)

(قوله: بسبب تلاوة) احترز عمّا لو كتبها أو تهجاها فلا سجود عليه".(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۶/۱۲/۱۴۱۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۹۱)

دوبارہ آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت دوبارہ واجب ہوگا:

سوال: ایک شخص نے نماز میں سورۂ سجدہ پڑھی اور سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے نماز دہرانے کی ضرورت ہوئی، پھر وہی سورت پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے، یا پہلا سجدہ کافی ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

پھر سجدہ کر لینا چاہیے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲۸)

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة: ۱/۱۳۲، انيس

(۲) ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۳، دارالفكر بيروت، انيس

(۳) وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس حتى لواختلف المجلس واتحدت الآية أو اتحد المجلس واختلفت الآية لاتتداخل، كذا فى المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة: ۱/۱۳۴، انيس)

احکام سجدۂ تلاوت بر تالی وسامع:

سوال (۱) ایک طالب علم بغرض حفظ آیت سجدہ کو ایک ہی جلسہ میں بار بار تلاوت کرتا ہے، اس کا استاد جو اسی مجلس میں بیٹھا سنتا ہے، اس پر ایک ہی سجدہ ہوگا، یا متعدد؟

(۲) قرأت سکھانے میں ایک مرتبہ قاری آیت سجدہ پڑھتا ہے اور دوبارہ متعلم بغرض مشق اس کا اعادہ کرتا ہے، جلسہ ایک ہی رہتا ہے تو ایک سجدہ کرنا ہوگا، یا دو؟

(۳) تالی بغرض حفظ ایک ہی مجلس میں بار بار ایک ہی آیت سجدہ پڑھتا ہے اور سامع اسے دور سے دوسری مجلس میں سن رہا ہے تو اس سامع پر کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

(۴) تالی تو ایک ہی مجلس میں اعادہ وتکرار آیت سجدہ کر رہا ہے؛ مگر سامع کی مجلس بدلتی رہی تو اسے کتنے سجدے کرنے ہوں گے؟

(۵) دو، یا چند طالب علم ہم سبق ایک ہی آیت سجدہ کو پڑھتے ہیں تو سامع کو ایک سجدہ کرنا ہوگا، یا دو؟ مجلس ایک ہی رہی۔

الجواب

(۱-۲) ان صورتوں میں طالب علم اور استاد دونوں پر ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

(۳) سامع کی مجلس اگرچہ مجلس تالی سے متحد نہ ہو؛ مگر جب کہ سامع کا سماع متحد ہے، بوجہ اتحاد آیت مکان سماع کے تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

(۴) اس صورت میں قول مفتی بہ پر سامع کے ذمہ سجدات متعدد ہوں گے۔

(۵) اس صورت میں سامع پر ایک ہی سجدہ ہوگا۔

الدلائل:

قال في الدر: ولو كررها في مجلسين تكررت وفي مجلس واحد لا بل لاتتكرر كفته واحدة ... والأصل أن مبناها على التداخل دفعاً للحرج بشرط اتحاد والآية والمجلس، اه.

قال الشامي: أي بأن يكون المكرر آية واحدة في مجلس واحد فلوتلا آيتين في مجلس واحد أو آية واحدة في مجلسين فلا تداخل، ولم يشترط اتحاد السماع لأنه إنما يكون باتحاد المسموع فيغني عنه اشتراط اتحاد الآية وأشارإلى أنه متى اتحدت الآية والمجلس لايتكرر الوجوب ففي البدائع لايتكررولواجتمع سببا الوجوب وهما التلاوة والسماع بأن تلاها ثم سمعها أوبالعكس أوتكرر أحدهما، اه.

وفي البزازية: سمعها من آخر ومن اٰخر أيضا وقرأها كفت سجدة واحدة في الأصح لاتحاد الآية و المكان، آه.

وفيه أيضاً قبله: لوتلا سجدات القران كلها أوسمعها في مجلس أومجالس وجبت كلها، آه. (۸۱۱/۱-۸۱۲) أي لاختلاف التلاوة والسماع باختلاف المتلو والمسموع .(۱)

قال في الدر: كما تتكرر لوتبدل مجلس سامع دون تال حتٰى لوكررها راكبًا يصلي وغلامه يمشي تتكرر على الغلام لا الراكب ولا تتكرر أي على السامع في عكسه وهوتبدل مجلس التالي دون السامع على المفتي به، آه. (ص: ۸۱٤)(۲)

تنبيه: (يختلف المجلس) حقيقة بالانتقال منه إلٰى أخر بأكثرمن خطوتين كما في كثيرمن الكتب أو بأكثرمن ثلاث، كما في المحيط ما لم يكن للمكانين حكم الواحد كالمسجد والبيت والسفينة ولوجارية والصحراء بالنسبة للتالي في الصلاة راكبا.

فإن الصلاة تجمع المتفرق فكان الصحراء كله مكانا واحدا للمصلي راكبا.

وحكمًا وذلك بمباشرة عمل يعد في العرف قطعا لماقبله ... بخلاف زوايا مسجد ولو كبيرًا مكان واحد...وكذا البيت إذا كانت الدار السلطان، آه، حلية، وظاهر أن الدار التي دونها لها حكم البيت وإن اشتملت علٰى بيوت، ثم قال في الحلية: ثم الأصل ما في الخانية والخلاصة أن ككل موضع يصح الاقتداء فيه بمن يصلي في طرف منه يجعل كمكان واحد ولا يتكرر الوجوب فيه وما لا فلا، آه. (شامي: ۸۱۳/۱)(۳)

قلت: فلينظر السائل في الجواب الرابع هل اختلف مجلسه بمثل هذا الاختلاف الذي لايصح فيه الاقتداء بمن يصلي في طرف منه أم لا والله اعلم

۲٦ ر محرم ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام: ۳۰۴/۲-۳۰۵)

سجدۂ تلاوت صاحب تلاوت خود کرے، نہ کہ کوئی دوسرا:

سوال: قرآن خوانی کرواؤں اور پھر جب تمام قرآن ختم کرلیا جائے تو ایک عورت ان سب کے سجدے (جو ۱۴ ہیں) ادا کردیتی ہے۔آپ وضاحت فرمائیں کہ جہاں سجدہ آئے، وہیں کیا جائے؟ یا علاحدہ ایک ساتھ سب سجدے ادا کرلیے جائیں؟ کیا کوئی قید، یا پابندی تو نہیں ہے؟

(۱) ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱۱٤/۲-۱۱۵، دارالفكر بيروت، انيس
(۲) الدرالمختار علٰى هامش ردالمحتار: ۱۱۷/۲، دارالفكر بيروت، انيس
(۳) ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱۱٤/۲-۱۱٦، دارالفكر بيروت، انيس

الجواب

قرآن کریم کے کئی سجدے اکٹھے کرنا بھی جائز ہے؛(۱) مگر جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو، اسی کے ادا کرنے سے سجدہ ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ سجدہ ادا نہیں کرسکتا۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ ایک عورت ان سب کے سجدے ادا کردیتی ہے، یہ غلط ہے، تلاوت کرنے والوں کے ذمہ سجدۂ تلاوت بدستور واجب ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۴/۲۴۰)

سننے والے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے:

سوال: ختم تراویح میں قرآن پاک پڑھنے کے دوران سجدے بھی آتے ہیں تو کیا جماعت کے باہر جو لوگ ہیں، جو تراویح میں شریک نہیں ہیں اور سجدے کی آواز ان کے کان تک پہنچتی ہے تو کیا ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہے؟

الجواب　　وباللّٰہ التوفیق

ان پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد صدر عالم، ۱۵/۹/۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۸۲)

تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے:

سوال: قرآن کی تلاوت کرتے وقت جس رکوع میں سجدہ آجائے تو اس کو دل میں پڑھنا چاہیے، یا کہ بلند آواز سے پڑھے؟ کہتے ہیں کہ اگر سجدہ کی آیت کوئی سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے، اگر سجدہ نہ کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور سجدہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل بتائیں۔

الجواب

سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے؛(۴) اس لیے کسی دوسرے شخص کے سامنے سجدے کی آیت آہستہ پڑھے؛ تاکہ اس کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔(۵) جس شخص کے ذمہ سجدہ تلاوت واجب تھا اور

(۱) فأما خارج الصلاة فإنها تجب على سبيل التراخي دون الفور عند عامة أهل الأصول؛لأن دلائل الوجوب مطلقة عن تعيين الوقت(البدائع الصنائع،فصل في بيان كيفية: ۱/۱۸۰،دارالكتب العلمية،انيس)

(۲) والحاصل أن الوجوب إنما يكون بأحد الأمرين إما بالتلاوة أو بالسماع.(خلاصة الفتاوىٰ: ۱/۱۸٤)

(۳) والسجدة واجبة في هٰذه المواضع على التالي، والسامع، سواء قصد سماع القرآن، أو لم يقصد، كذا في الهداية (الفتاوى الهندية،باب سجود التلاوة: ۱/۱۳۲)

(۴) فسبب وجوبها أحد شيئين التلاوة أو السماع.(بدائع الصنائع،فصل في بيان سبب وجوب السجدة: ۱/۱۸۰، دارالكتب العلمية،وأيضا في الهندية : ۱/۱۳۲)

(۵) ولو قرأ آية السجدة وعنده ناس .. ينبغي أن يخفض قراءته،لأنه لو جهر بها لصار موجبا عليهم شيئا ربما يتكاسلون عن أدائه فيقعون في المعصية.(البحر الرائق،باب سجود التلاوة،قبيل باب المسافر: ۲/۲۲۵،انيس)

اس نے نہیں کیا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدہ کرلے۔سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے، سجدے میں تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا اٹھ جائے، بس سجدۂ تلاوت ہوگیا۔ (۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۲۳۷)

ایک ہی آیت سجدہ کو ایک مجلس، یا مختلف مجلسوں میں پڑھنے، یا سننے پر سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: خالد سجدہ کی ایک آیت کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر بار بار پڑھتا رہا اور زاہد بھی اس کی تلاوت کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر سنتا رہا اور ناصر اسی آیت کو مختلف مجلسوں میں سنتا رہا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سالم مختلف مجلس میں ایک ہی آیت کی تلاوت کرتا رہا اور ماجد ایک جگہ بیٹھ کر سنتا رہا تو ان تمام صورتوں میں کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر مجلس بھی ایک ہو اور آیت بھی ایک تو اس آیت کے بار بار پڑھنے، یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے اور اگر مجلس ایک ہو اور آیت مختلف ہو، یا مجلس مختلف ہو اور آیت ایک تو جتنی مرتبہ آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے، اتنے سجدے واجب ہوتے ہیں، لہذا صورت مسئولہ میں جب کہ خالد سجدہ کی ایک ہی آیت کو ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور زاہد بھی ایک ہی مجلس میں اس کو سنتا رہا تو ایسی صورت میں خالد اور زاہد دونوں پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، البتہ ناصر جس نے اسی ایک آیت کو مختلف مجلسوں میں بار بار سنا تو جتنی مرتبہ اس نے مجلس بدل کر آیت سجدہ سنی ہے، اتنے سجدے اس پر واجب ہوئے اور سالم نے جتنی مرتبہ مجلس بدل کر آیت سجدہ کی تلاوت کی ہے، اتنے سجدے اس پر واجب ہوئے اور چوں کہ ماجد نے ایک ہی مجلس میں سنا ہے؛ اس لیے اس پر صرف ایک سجدہ واجب ہوا۔

''ومن حكم هذه السجدة التداخل حتٰى يكتفى فى حق التا لى بسجدة واحدة وإن اجتمع فى حقه التلاوة والسماع وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس حتٰى لواختلف المجلس واتحدت الآية أواتحد المجلس واختلفت الآية لا تتداخل كذا فى المحيط،ولوتبدّل مجلس السامع دون التالى يتكرر الوجوب عليه ولوتبدّل مجلس التالى دون السامع يتكرر الوجوب عليه لا على السامع على قول أكثر المشائخ وبه نأخذ،كذا فى العتابية''. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۲/۶/۱۴۱۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۸۹-۴۹۰)

---

(۱) فإذا أراد السجود كبر ولا يرفع يديه و سجد ثم كبر ورفع رأسه و لا تشهد عليه ولا سلام كذا فى الهداية ويقول فى سجوده: سبحان ربى الأعلىٰ ثلاثا. (الفتاوىٰ الهندية،الباب الثالث عشرفى سجود التلاوة: ۱/۱۳۵،وأيضا فى البحر: ۲/۱۳۷)

(۲) الفتاوى الهندية،الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة: ۱/۱۳٤

غیر نمازی سے نمازی کے آیت سجدہ سننے کا حکم:

سوال: خارج نماز کے کوئی شخص قرآن شریف پڑھتا ہو اور نمازی سجدہ سنے تو اس پر واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

ہوگا، خارج صلوٰۃ کے بعد فراغ صلوٰۃ۔(۱)

فی الفتاویٰ الهندية: ولو سمع المصلي من أجنبي يسجد بعد الفراغ ولو سجد في الصلاة لا يجزيه ولا تفسد صلاته، كذا في التهذيب، هو الصحيح، كذا في الخلاصة. (۸۵/۱)(۱)

۲۵ ر رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ (تتمہ خامسہ، ص: ۳۱۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۵۵۳/۱)

مصلی، غیر مصلی سے آیت سجدہ سن لے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، یا نہیں:

سوال: زاہد مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور خالد قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں خالد نے آیت سجدہ کی تلاوت بلند آواز سے کی اور زاہد نے نماز کی حالت میں سن لیا تو ایسی صورت میں زاہد پر سجدۂ تلاوت لازم ہے، یا نہیں؟ اور اگر ہے تو نماز کے اندر، یا باہر؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

اگر کوئی شخص نماز میں مشغول ہو اور دوسرا شخص باہر سے آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو نماز پڑھنے والے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، البتہ اس کی ادائیگی نماز کے بعد ہے، نماز کے اندر نہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کہ خالد نے نماز کے باہر بلند آواز سے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور زاہد نے اس کو نماز کے اندر سن لیا تو زاہد پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے، البتہ سجدہ کی ادائیگی نماز کے بعد کرے گا، نہ کہ نماز کے اندر۔

(ولو سمع المصلي) السجدة (من غيره لم يسجد فيها) لأنها غير صلاتية (بل) يسجد (بعدها) لسماعها من غير محجور (ولو سجد فيها لم تجزه)... (وأعاده)... (دونها). (الدر المختار)(۳)

(قوله: ولو سمع المصلي) أي سواء كان إمامًا أو مؤتمًّا أو منفردًا وقوله: (من غيره) أي ممن ليس معه في الصلاة سواء كان إمامًا غير إمامه أو مؤتمًّا بذلك الإمام أو منفردًا أو غير مصلٍّ أصلاً. (۴) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۳/۱۲/۱۴۱۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۸۳/۲-۴۸۴)

(۱) یعنی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؛ لیکن خارج صلوٰۃ واجب ہوگا، لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے۔ سعید احمد

(۲) الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱۳۳/۱، انیس

(۳) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب في سجود التلاوة: ۵۵۸/۲-۵۵۹، مكتبة زكريا ديوبند، انیس

(۴) رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۵۸۸/۲

امام سے غیر مقتدی کا آیت سجدہ سننے کا حکم:

سوال: سجدۂ تلاوت اگر امام پڑھے اور دوسرا نمازی نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر سجدہ واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

فی الهندية: ولو سمعها من الإمام أجنبی لیس معهم فی الصلاة ولم یدخل معهم فی الصلاة لزمه السجود، كذا فی الجوهرة النيرة، وهو الصحيح، كذا فی الهداية. سمع من إمام فدخل معه قبل أن يسجد سجد معه وإن دخل فی صلاة الإمام بعد ما سجدها الإمام لایسجدها وهٰذا إذا أدركه فی آخر تلك الركعة أما لو أدركه فی الركعة الأخریٰ يسجدها بعد الفراغ، كذا فی الكافی وهكذا فی النهاية. (۸۵/۱)(۱)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس شخص پر سجدہ لازم تو ہوگیا؛ لیکن صرف ایک صورت میں تبعاً ادا ہوگیا۔ وہ صورت یہ ہے کہ سجدہ سننے کے بعد اور اس کے سجدہ کرنے (۲) کے بعد یہ سننے والا اس پڑھنے والے کا اسی رکعت میں مقتدی ہوگیا اور باقی سب صورتوں میں اس کو مستقل (۳) سجدہ کرنا ہوگا۔

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ (تتمہ خامسہ: ۳۰۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۸-۵۵۹)

آیت سجدہ نماز سے باہر کا آدمی بھی سن لے تو سجدہ کرے:

سوال: تراویح میں آیت سجدہ بھی آتی ہے تو ظاہر ہے کہ جو خارج صلوٰۃ ہوگا، وہ بھی سنے گا۔ کیا اس پر بھی سجدہ واجب ہے؟

الجواب

جی ہاں! اس پر بھی واجب ہوگا۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۲۳۸)

وضو کرتے ہوئے امام سے سجدۂ تلاوت سنے:

سوال: امام صاحب نے فجر کی نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا، جو لوگ وضو کر رہے تھے، انہوں نے آیت سجدہ سن لی تو اب ایسے لوگوں کے لیے سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟ (محمد ریاض، وجے نگر کالونی)

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة: ۱/۱۳۳، انیس

(۲) یعنی امام کے سجدہ کرنے۔ سعید

(۳) یعنی خارج نماز سجدہ کرنا ہوگا۔ سعید احمد

(۴) ولو سمعها من الإمام أجنبی لیس معهم فی الصلاة ولم یدخل معهم فی الصلاة لزمه السجود، كذا فی الجوهرة النيرة هو الصحيح كذا فی الهداية. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۳۳، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

اگر وہ شخص سجدۂ تلاوت سے پہلے امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوجائے اور امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرلے تو یہ کافی ہے اور اگر بعد میں اسی رکعت میں شریک نماز ہوا تو بھی امام کا کیا ہوا سجدۂ تلاوت اس کے لئیے کافی ہے؛ کیوں کہ وہ اس رکعت کو پانے والے کے حکم میں ہے اور اگر اس رکعت کے بعد نماز میں شرکت کی، یا شریک ہی نہیں ہوا تو وہ تنہا نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کرے گا۔

''فإن قرأها الإمام وسمعها رجل ليس معه في الصلاة...و إن لم يدخل معه سجدها لتحقق السبب''. (۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۵۶)

جس مقتدی نے آیت سجدہ نہیں سنی، اس کا حکم:

سوال: زید نماز میں اس وقت شریک ہوا، جب کہ امام صاحب آیت سجدہ پڑھ چکے تھے، یا زید صف میں پیچھے ہونے کی وجہ سے آیت سجدہ نہ سن سکا تو کیا امام کے ساتھ زید پر بھی سجدۂ تلاوت لازم ہوگا اور اس کو بھی ادا کرنا ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد زید نماز میں شریک ہوا ہو، یا صف میں پیچھے رہنے کی وجہ سے آیت سجدہ نہ سن سکا ہو، بہر دو صورت اس پر امام کی اتباع میں سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ امام کے ساتھ وہ بھی سجدۂ تلاوت کرے گا؛ اس لیے کہ حالت نماز میں امام کی اتباع واجب ہے۔

''(أو) بشرط (الائتمام) أي الاقتداء (بمن تلاها) فإنه سبب لوجوبها أيضًا، وإن لم يسمعها ولم يحضرها للمتابعة''. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۹ رمحرم ۱۴۱۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۸۶-۴۸۷)

مجمع عام میں اگر آیتِ سجدہ واعظ سے سنی جائے تو سب علاحدہ علاحدہ سجدہ کریں:

سوال: ایک واعظ نے سیکڑوں کے مجمع میں سجدہ کی آیت پڑھی، کیا سجدۂ تلاوت سب پر ضروری ہے؟ اگر ہے تو کیا واعظ سب کو با جماعت سجدہ کرا سکتا ہے؟

---

(۱) الهداية، باب سجود التلاوة: ۱/۱٤٤، ثاقب بک دبو دیوبند، انیس

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۵۷۷-۵۷۸، مكتبة زكريا ديوبند، انیس

عن ابن عمر: أنه كان إذا وجد الإمام قد صلى بعض الصلاة صلى معه ما أدرك من الصلاة إن كان قائما قام وإن كان قاعدا قعد حتى يقضي الإمام صلاته لا يخالف في شيء من الصلاة. (موطأ الإمام مالک رواية محمد بن الحسن الشيباني، باب الرجل يسبق ببعض الصلاة، رقم الحديث: ۱۳۱، انیس)

الجواب

آیتِ سجدہ کے سننے اور پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، لہٰذا پڑھنے والے اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہوگیا، علاحدہ علاحدہ سب سجدہ کریں۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲۶)

مشین، یا پرندہ سے آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں:

سوال: مشین، یا پرندہ کے ذریعہ اگر آیتِ سجدہ سُنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ پرند اور صدی سے آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور صدی حکایتِ آواز ہے، جو پہاڑ وغیرہ سے بطریق جواب صوت معلوم ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے مشین میں سن کر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔(۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲۵)

کیسٹ کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنا اور سجدۂ تلاوت:

سوال: قرآن پاک صحیح پڑھنے کے لیے اگر کیسٹ چلائیں اور خود بھی قرآن مجید کھول کر ساتھ ساتھ پڑھتا ہے تو کیا ثواب ملے گا؟ دوسرے سجدہ آئے تو کیا ایک ہی سجدہ کافی ہے، یا کیسٹ سے سننے کا الگ کرے؟

الجواب ــــــــ حامدًا ومصلیًا

اگر خود بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا، اس مجبوری سے کیسٹ چلاتا ہے اور اس کے موافق پڑھتا ہے تو ضرور ثواب ملے گا۔(۳) اور سجدہ ایک ہی کافی ہوگا۔(۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۶/۶/۲۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۷/۳۷۳-۳۷۴)

(۱) وذكر في المجتبى أن الموجب للسجدة أحد ثلاثة التلاوة والسماع والإئتمام. (ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۴، دارالفكر بيروت، ظفير)

(۲) لاتجب بسماعه من الصدى والطير. (الدرالمختار) الصدى هوما يجيبك مثل صوتك في الجبال والصحارى ونحوهما. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۸، دارالفكر بيروت، ظفير)

(۳) "عن أيوب بن موسى قال: سمعت محمد بن كعب القرظي يقول: سمعت عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: الم حرف، ولكن الف حرف، ولام حرف، وميم حرف". هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه". (سنن الترمذى، باب ماجاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر: ۲/۱۱۹، سعيد)

(۴) "وأما سبب وجوب السجدة، فسبب وجوبها أحد شيئين: التلاوة والسماع". (بدائع الصنائع، فصل فى بيان وجوب سجدة التلاوة: ۱/۱۸۰، دارالكتب العلمية، بيروت)

T.V کی تلاوت پر سجدۂ تلاوت:

سوال: بعض اوقات T.V پر قرآن کی تلاوت نشر کی جاتی ہے، اگر تلاوت کے دوران سجدۂ تلاوت آ جائے تو کیا ہم کو سجدہ کرنا ضروری ہے؟ (فہیم اسناد-فلک نما)

الجواب

T.V پر جو قرآن کی تلاوت نشر کی جاتی ہے، عام طور پر اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک یہ ہے کہ تلاوت کو پہلے ریکارڈ کر لیا جاتا ہے، پھر اسے T.V پر نشر کیا جاتا ہے، ملحوظ رہے کہ اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے، ایسی صورت میں سننے والوں پر سجدۂ تلاوت نہیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ راست ٹیلی کاسٹ کیا جائے، اس صورت میں سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔(۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۵۷)

ٹیپ ریکارڈ، ریڈیو اور ٹیلیفون کے ذریعہ آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، یا نہیں:

سوال: ٹیپ ریکارڈ، یا ریڈیو کے ذریعہ آیت سجدہ کو سنا جائے، یا اسی طرح ٹیلیفون کے ذریعہ آیت سجدہ کو سنا جائے تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

چوں کہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ متکلم کی آواز براہ راست نہیں سنی جاتی ہے؛ بلکہ اس آواز کی نقل ہوتی ہے، جس کو سننے والا سنتا ہے، جیسا کہ صدائے بازگشت میں ہوتا ہے اور یہ مسئلہ کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ صدائے بازگشت سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے، لہٰذا ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، البتہ ٹیلیفون میں چوں کہ بعینہ متکلم کی آواز آتی ہے؛ اس لیے اس پر آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ جہاں تک ریڈیو کا تعلق ہے تو اس میں تھوڑی تفصیل ہے، اگر متکلم کی آواز ٹیپ کر کے نہیں؛ بلکہ براہ راست نشر کی جا رہی ہے، جیسا کہ رمضان المبارک میں حرم شریف کی تراویح براہ راست ریڈیو کے ذریعہ نشر ہوتی ہے تو ایسی صورت میں سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؛ اس لیے کہ وہ بعینہ متکلم کی آواز ہے اور اگر متکلم کی آواز ٹیپ کر کے پھر نشر کی جائے، جیسا کہ عموماً قاری کی تلاوت ٹیپ کر کے ریڈیو اسٹیشن سے تلاوت نشر کی جاتی ہے تو ایسی صورت میں سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ وہ بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے۔

(لا) تجب (بسماعه من الصدى والطير). (الدر المختار: ۲/۵۸۳)(۲)

---

(۱) احسن الفتاوی: ۴/۶۵

(۲) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس

(بشرط سماعها)فالسبب التلاوة وإن لم يوجد السماع...والسماع شرط في حق غير التالي ... (أو)بشرط(الائتمام)أي الاقتداء (بمن تلاها)فإنه سبب لوجوبها أيضًا.(۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۷رمحرم ۱۴۱۷ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۸۷-۴۸۸)

ریڈیو اور ٹیپ پر پڑھی ہوئی آیت پر سجدۂ تلاوت اور سلام کا جواب:

سوال: ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو میں اگر سجدۂ تلاوت کی آیت سنی جائے تو کیا سجدہ تلاوت واجب ہوگا؟ نیز مذکورہ صورتوں میں اگر سلام علیک سنا جائے تو جواب دینا بھی واجب ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

اگر قاری، یا متکلم کی قرأت وآواز کو کسی آلہ میں محفوظ کر لیا گیا تو اس میں آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوگا۔ٹیپ ریکارڈ کا بھی یہی حکم ہے،اس کے سلام کا جواب بھی ضروری نہیں۔(۲)ریڈیو میں تقاضۂ احتیاط یہ ہے کہ آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت کیا جائے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیا جائے، بشرطیکہ اصل آواز اس سے سنائی دے رہی ہو،کوئی ریکارڈ نہ ہو۔(۳)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۷/۵/۱۳۸۹ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۷/۲۷۴)

گراموفون میں قرآن شریف سننے سے سجدۂ تلاوت:

سوال: جو آیت سجدہ گراموفون میں پڑھی جائے تو کیا سامعین پر سجدہ واجب ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

حوادث الفتاویٰ:ص۸۱، میں لکھا ہے کہ جو آواز اس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہیں بلکہ نقل اور عکس ہے تلاوت کا مشابہ صوت طیر اور صدیٰ کے، پس اس کا حکم بھی تلاوت کا سا نہ ہوگا۔ بنابر روایت درمختار وغیرہ مثلا اس کے استماع سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا،لیکن قرآن شریف کا اس میں بھرنا اور سننا منع ہے۔(۴)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ، صحیح:عبد اللطیف، یکم ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۷/۲۷۴)

(۱) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار،باب سجود التلاوة:۲/۵۷۶-۵۷۸،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) بخلاف السماع من الببغاء والصدى،فإن ذلك ليس بتلاوة،وكذا إذا سمع من المجنون؛لأن ذلك ليس بتلاوة صحيحة، لعدم أهليته،لانعدام التمييز.(بدائع الصنائع،فصل في بيان من تجب عليه:۱/۱۸۶،دار الكتب العلمية،انيس)

(۳) وأما سبب وجوب السجدة : فسبب وجوبها أحد شيئين: التلاوة أو السماع.(بدائع الصنائع، فصل في سبب وجوب السجدة التلاوة:۱/۱۸۰،در الكتب العلمية بيروت)

(۴) و(لا)تجب(بسماعة من الصدىٰ و الطير)ومن كل تال حرفًا ولا بالتهجي،أشباه.(الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار،باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۸،سعيد)

پرندوں سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: طوطا، یا کسی دوسری چڑیا کو آیت سجدہ سکھلا دیا جائے اور وہ اس کو پڑھے تو اس کے پڑھنے سے سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

طوطا، یا دوسری چڑیا سے آیت سجدہ سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، یا نہیں؟ اس میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ صحیح اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے؛ اس لیے کہ وجوب سجدۂ تلاوت کے لئے ضروری ہے کہ کسی مکلّف شخص نے آیت سجدہ کی تلاوت کی ہو، یا اس سے دوسرے لوگوں نے سنا ہو۔

(لا) تجب (بسماعه من الصدى والطير). (الدر المختار)

(قوله والطير) هو الأصح، زيلعي وغيره، وقيل تجب، وفي الحجة هو الصحيح تاتارخانية، قلت: والأكثر على تصحيح الأول، وبه جزم في نور الإيضاح. (۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۹/۱۲/۱۴۲۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۸۳)

حائضہ، نفساء اور بچے کے لیے سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: حائضہ اور نفساء ممانعت کے باوجود آیت سجدہ کی تلاوت کرلیں یا کسی سے سن لیں، اسی طرح کوئی بچہ آیت سجدہ کی تلاوت کردے یا کسی سے سن لے تو ان تینوں پر دونوں صورتوں میں سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ان تینوں میں سے کوئی بھی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ آیت سجدہ سن لیں تو ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بچہ، حائضہ اور نفساء اگر کسی شخص سے آیت سجدہ کو سن لیں یا خود تلاوت کریں، بہر دو صورت ان تینوں میں سے کسی پر سجدہ واجب نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ لوگ عبادت کے اہل نہیں ہیں، البتہ اگر یہ لوگ آیت سجدہ کی تلاوت کریں تو دوسرے سننے والوں پر سجدہ واجب ہوگا، بشرطیکہ بچہ ممیّز ہو۔ اگر وہ ممیّز نہیں ہے تو اس کی تلاوت سے دوسرے سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

(فلا تجب على كافر وصبي ومجنون وحائض ونفساء: قرؤوا أو سمعوا) لأنهم ليسوا أهلاً لها (وتجب

(۱) ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۸-۱۰۹، دار الفكر بيروت، انيس

بتلاوتهم)يعنى المذكورين(خلا المجنون المطبق)فلا تجب بتلاوته لعدم أهليته.(الدرالمختار)(۱)

(قوله: وتجب بتلاوتهم)أى وتجب علٰى من سمعهم بسبب تلاوتهم ...(قوله: خلا المجنون) ...لايجب بالسماع من مجنون أونائم أوطير،لأن السبب سماع تلاوة صحيحة و صحتها بالتمييز،ولم يوجد،وهذا التعليل يفيد التفصيل فى الصّبى فليكن هوالمعتبرإن كان مميزًا وجب بالسماع منه،وإلا فلا. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۱۶/۱۲/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۸۸-۴۸۹)

سجدۂ تلاوت میں تاخیر کی گنجائش ہے، یا نہیں:

سوال: ایک واعظ نے دوران تقریر سجدہ کی آیت کو جہراً پڑھ دیا؛ لیکن نہ خود سجدہ کیا اور نہ حاضرین کو سجدہ کرنے کو کہا۔ گرفت کرنے سے جواب میں عذراً بیان کیا کہ مجمع عام میں زور سے سجدہ کی آیت پڑھنا مضائقہ نہیں ہے اور بشریت کو خطا اور نسیان لازم ہے؛ کیوں کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فراموشی سے گندم کھایا تھا اور اسی طرح موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کو بھول گئے تھے۔ آیا مقامِ عذر میں واعظ مذکور کی خطا اور نسیان کو بطور شہادت کے پیش کرنا درست ہوگا، یا نہ اور ان کا عذر شرعاً معقول ہے، یا نہیں؟

الجواب

شامی میں ہے: **(قوله: يجب)أى وجوباً موسّعاً فى غير صلاة،إلخ.** (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ وجوبِ سجدۂ تلاوت موسّع ہے، فی الفور واجب نہیں ہے۔ پس واعظ پر گرفت کرنا بے موقع تھا اور جب کہ گرفت کی گئی تو واعظ موصوف بھی عذر کر سکتے تھے کہ اداءِ سجدۂ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہے۔ خصوصاً مجمع وعظ میں اور خطا و نسیانِ انبیاء علیہم السلام کو بطورِ استشہاد پیش کرنے میں بھی کچھ ممانعت اور حرج نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا مضمون وارد ہوا ہے۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه: لما خلق اللّٰه آدم ظهره فسقط من ظهره كل نسمة هوخالقها من ذريته إلٰى يوم القيامة ...فرأى رجلاً منهم...يقال له داؤد،قال: رب كم جعلت عمره؟قال ستين سنة.قال:أى رب رده من عمرى أربعين سنة ... فنسى آدم فنسيت ذريته وخطى آدم فخطئت ذريته،هٰذا حديث حسن. (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۲۱-۴۲۲)

(۱) الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار،باب سجود التلاوة: ۲/۵۸۲،مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) ردالمحتار،باب سجود التلاوة: ۲/۵۸۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۳) رد المحتار، كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة: ۲/۱۰۳،دارالفكر بيروت،ظفير

(۴) رواه الترمذى،أبواب التفسير،ومن سورة الأعراف: ۲/۱۳۸،قديمى،انيس

سجدۂ تلاوت کی تاخیر:

سوال: تاخیر سجدۂ تلاوت رواست یانہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

قال فی الدرالمختار: (وھی علی التراخی) علی المختار. (۱)

وفی الشامی: (قولہ یجب) أی وجوباً موسعًا فی غیر صلاۃ الخ. (شامی) (۲)

فثبت أن الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ھو الوجوب علی التراخی وإن کان الأفضل ھو الأداء علی الفور، کذا فی الدرالمختار: ''ویکرہ تأخیرھا تنزیھا''، الخ. (۳) فقط

(پس معلوم شد کہ تاخیر سجدۂ تلاوت درخارج صلوٰۃ رواست۔ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۲۴-۴۲۵)

سجدۂ تلاوت کی تاخیر کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص تلاوت کے وقت آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کرے اور ہو بھی باوضو کہ بعد ختم تلاوت کرلیں گے تو اس مدت میں نہ کرنے میں گنہگار رہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

نہیں؛ **لأن وجوبھا علی التراخی لکن بشرط عدم الفوت.**

(تتمہ اولیٰ: ۳۳) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۸)

سجدۂ تلاوت میں تاخیر:

سوال: سجدہ تلاوت کی آیت پڑھ کر فوری سجدہ نہیں کیا؛ بلکہ دو تین آیتوں کے بعد دور جا کر یاد آیا، اب اس نے سجدہ تلاوت کرلیا تو سجدہ تو ادا ہوگیا؛ لیکن گنہگار ہوگا۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ نماز بھی ہوگئی، یا نہیں؟ یا سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہوگئی، یا کیا؟ اگر سجدۂ تلاوت کیا ہی نہیں، نماز کے بعد یاد آیا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟ اور نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا

اگر آیت سجدہ پڑھ کر فوراً یاد نہیں آیا؛ بلکہ اس کے بعد تین آیت پڑھ کر یاد آیا اور سجدۂ تلاوت کرلیا تو سجدۂ سہو لازم

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار، باب سجود التلاوۃ: ۲/۱۰۹، دارالفکر بیروت، ظفیر

(۲) رد المحتار، باب سجود التلاوۃ: ۲/۱۰۳، دارالفکر بیروت، ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار، باب سجود التلاوۃ: ۱/۷۲۱، ظفیر

نہیں، اگر اس سے زائد پڑھ کر یاد آیا اور پھر سجدۂ تلاوت کیا ہے تو سجدۂ سہو لازم ہے۔ اگر سجدۂ تلاوت کیا ہی نہیں تو گنہگار رہوا توبہ واستغفار لازم ہے، نماز کراہت کے ساتھ ہوگئی، اس کا اعادہ لازم نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۷/۴۶۷-۴۶۸)

چار پائی پر بیٹھ کر تلاوت کرنے والا کب سجدۂ تلاوت کرے:

سوال: اگر چار پائی پر بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کررہے ہیں اور آیت سجدہ بھی دوران تلاوت آتی ہے، لہذا اس کے لیے سجدہ ادا کرنا فوراً ضروری ہے، یا بعد تلاوت (جتنا قرآن پڑھے) سجدے کرلیا جائے؟ صحیح طریقہ تحریر فرمائیں؟

الجواب

فورا کرلینا افضل ہے، تلاوت ختم کرکے کرنا بھی جائز ہے۔(۲) اگر چار پائی سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر کپڑا ابھی بچھا ہوا ہو تو چار پائی بھی سجدہ ادا ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں۔(۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۴/۲۳۷)

تمام قرآن کے سجدہ ہائے تلاوت اخیر میں ایک ساتھ کرے، تو کیا حکم ہے:

سوال: قرآن شریف کے جمیع سجدۂ تلاوت کو بعد ختم قرآن ایک بار کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) ویأثم بتأخرها ویقضیها ما دام فی حرمه الصلاة ولو بعد السلام ...و إذا لم یسجد،أثم فتلزمه التوبة ...(و)(تودی برکوع صلاة)إذا کان الرکوع(علی الفورمن قراء ۃ آیة)أو آیتین وکذا الثلاث علی الظاهر کما فی البحر(إن نواه)...(وإن لم ینو) بالإجماع".(الدالمختار)."(قوله: ویأتم بتأخیر ها الخ) لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلاة،وهوالقراء ۃ وصارت من أجزاء ها،فوجب أدائها مضیقا کما فی البدائع،ولذا کان المختار وجوب سجود السهو لو تذکرها بعد محلها". (الدرالمختارمع رد المحتار، باب سجود التلاوۃ:۲/۱۱۰-۱۱۲،سعید)

قال الطحطاوی:"قوله: (بأن یقرأ أکثرمن آیتین)إعلم أن الفور لاینقطع بآیة بعد آیتها،أو آیتین اتفاقًا،وینقطع بأربع اتفاقا.واختلف فی الثلاث،فقیل: ینقطع،واختاره خواهر زاده،وقیل:لا،واختاره الحلوانی،وهو أصح من جهة الروایة کما فی الحلبی".(حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، باب سجود التلاوۃ،ص:۴۸۷،قدیمی)

(۲) وفی مراقی الفلاح:وغیرها تجب موسعا(و)لکن (کره) تأخیره السجود عن وقت التلاوۃ فی الأصح إذا لم یکن مکروها،إلخ.

وفی حاشیة الطحطاوی:أی إذا لم یکن وقت التلاوۃ وقتا مکروها.(حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،باب سجود التلاوۃ،ص: ۴۸۰، دارالکتب العلمیة بیروت،وأیضا فی الهندیة: ۱/۱۳۵، وأیضا فی البدائع، فصل فی سبب وجوب السجدۃ التلاوۃ:۱/۱۸۰)

(۳) ولوسجد...إن استقرت جبهته وأنفه ویجد حجمه یجوز.وإن لم تستقر لا.(الفتاویٰ الهندیة،کتاب الصلاۃ،الباب الرابع فی صفة الصلاۃ،الفصل الأول فی فرائض الصلاۃ۱/۷۰،انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کرے۔(۱) فقط

(مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے، جب نماز میں نہ ہو، نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ظفیر) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۲۷)

قرآن مجید ختم کے بعد مکمل سجدہ تلاوت ادا کرنے کا حکم:

سوال: ایک شخص کا معمول ہے کہ جب تمام کلام مجید ختم کر لیتا ہے، تب تمام سجدے یکدم کر لیتا ہے، یہ کس طرح ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

جائز ہے۔(۲) (تتمہ اولیٰ، ص:۳۳) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۵۵۸)

اکٹھے چودہ سجدے کرنا:

سوال: سجدۂ تلاوت کا طریقہ بتلا دیجئے، اکٹھے چودہ سجدے کس طرح کئے جاتے ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

سجدہ کر لینا چاہیے، (۳) چودہ سجدوں کو جمع کر لینا اچھا نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴/۲۳۴)

سجدۂ تلاوت جن کو ادا نہیں کیا، ان کی ادائیگی کی صورت کیا ہے:

سوال: ایک حافظ سوائے رمضان شریف کے کبھی سجدۂ تلاوت نہیں کرتا، اب وہ ان سجود کو ادا کرنا چاہتا ہے؛ مگر کفارہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ

اندازہ کر کے سجدۂ تلاوت پورے کرے، روزانہ جس قدر ہو سکے سجدے۔۔۔کر لیا کرے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے۔(۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۲۹)

---

(۱) (وهي على التراخي)على المختارويكره تأخيرها تنزيهاً ...(إن لم تكن صلاتية)فعلى الفورلصيرورتها جزء منها ويأثم بتأخيرها ويقضيها ما دام في حرمة الصلاة ولو بعد السلام. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب سجود التلاوة:۲/۱۰۹-۱۱۰، دار الفكر بيروت، ظفیر الدین غفرلہ)

(۲) اور بہتر یہ ہے کہ جس وقت آیت سجدہ تلاوت کی ہے، اسی وقت سجدہ کر لے۔(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جدید:۴/۴۲۷) (سعید احمد)

(۳) ولو كان عليه سجدات متعددة فعليه أن يسجد عددها وليس عليه أن يعين أن هٰذا السجدة لآية كذا هٰذه الآية. (الحلبي الكبير، القراءة خارج الصلاة:۱/۵۰۱، أيضا حاشية الطحطاوي على المراقي:۲۶۱)

(۴) (وهي على التراخي)على المختارويكره تأخيرها تنزيهاً ... إن لم تكن صلاتية). (الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب في سجود التلاوة، دار الفكر بيروت، انيس)

==

سجدۂ تلاوت کی قضا:

سوال: ایک شخص کے ذمہ سینکڑوں کی تعداد میں سجدۂ تلاوت باقی ہیں، ان کو کس طرح ادا کرے اور تلاوت کے فوراً بعد سجدہ نہ کرنا گناہ تو نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا ومصليًا

تلاوت کے فوراً بعد سجدہ کرنا مستحب ہے، تاخیر بھی گناہ نہیں، (۱) جس کے ذمہ بہت سے سجدے ہوں، وہ بلاتعیین سجدے کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کا دل گواہی دینے لگے کہ اب اس کے ذمہ کوئی سجدہ باقی نہیں رہا؛ اسی لیے فقہا لکھتے ہیں کہ تلاوت کے بعد فوراً سجدہ کرلیا جائے، ورنہ بھول جانے کا احتمال ہے، جس سے واجب ذمہ میں رہ جائے گا اور گنہ گار ہوگا۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۶۹-۴۷۰)

جو سجدے چھوٹ گئے، ان کا کیا کروں:

سوال: قرآن مجید میں جو سجدے آتے ہیں، وہ بالکل اسی طرح کرتے ہیں، جس طرح نماز میں سجدے کرتے ہیں؟ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا؛ اس لیے میں نے جتنے سپارے پڑھے، یا قرآن خوانی میں گئی، کبھی سجدے نہ کئے۔ مہربانی

== وفي ردالمحتار: حتى لو أداها بعد مدة كان مؤديًا اتفاقاً لا قاضياً ... لو تراخى كان أداءً مع أن المرجح أنه على الفور ويأثم بتأخيره. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۷۲۱/۱، ظفير)

(ضمیمہ: اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا تھا ''روزانہ جس قدر ہوسکے سجدہ بہ نیت قضا کرلیا کرے''۔

اس جملہ میں ''بہ نیت قضا کرلیا کرے'' سے چوں کہ یہ ایہام پیدا ہوسکتا تھا کہ سجدۂ تلاوت کے ادا کرنے میں تاخیر کرنے سے قضا ہوجاتا ہے، حالاں کہ مسئلہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت اگر تاخیر سے ادا کیا جائے، تب بھی ادا ہوگا، قضا نہیں ہوگا، جیسا کہ حاشیہ کی عبارت ''حتى لو أداها بعد مدة كان مؤديًا اتفاقاً لا قاضياً''. (حاشية الطحطاوي على المراقي، باب في سجود التلاوة، ص: ۴۸۰، قديمي، انيس) سے واضح ہے؛ اس لیے ''بہ نیت قضا'' کو حذف کرکے عبارت اس طرح کردی گئی ہے ''روزانہ جس قدر ہوسکے، سجدے کرلیا کرے''۔ (محمد امین، ضمیمہ، ص: ۱۵)

(۱) ''وقوله: على التراخي عند محمد، إلخ) الذي في النهر عكس ماهنا، حيث جعل القول بالفورية قول محمد والقول بالتراخي قول أبي يوسف، قال: وينبغي أن تكون ثمرته في الإثم وعدمه، حتى لو أداها بعد مدة كان مؤديا اتفاقا لا قاضيا، أفاده السيد''. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب سجود التلاوة، ص: ۴۷۹-۴۸۰، قديمي، انيس)

(۲) ''وهو): أي سجود التلاوة (واجب)... (على التراخي) عند محمد، ورواية عن الإمام، وهو المختار، وعند أبي يوسف، وهو رواية عن الإمام يجب على الفور (إن لم تكن)... (في الصلاة)... ولكن كره تأخيره): السجود عن وقت التلاوة في الأصح إذا لم يكن مكروها؛ لأنه بطول الزمان فدينساها فيكره تأخيرها''. (مراقي الفلاح، باب سجود التلاوة، ص: ۴۷۰-۴۸۰، قديمي. انيس)

فرما کر بتایئے کہ اب وہ سجدے جن کی تعداد کا بھی مجھے پتا نہیں کیا کروں؟ اور سجدے نمازوں میں سجدوں ہی کی طرح ہیں، یا کوئی اور طریقہ ہے؟

الجواب

سوچ کر اندازہ کر لیجئے کہ اتنے سجدے آپ کے ذمے ہوں گے، ان کو ادا کر لیجئے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۲۳۴/۴)

فوت شدہ سجدۂ تلاوت یاد نہ ہوں:

سوال: لڑکے اور لڑکیاں جب قرآن شریف حفظ کرتے ہیں تو بے شمار دفعہ آیت سجدہ کی تلات کرتے ہیں اور سجدۂ تلاوت کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے، اب یاد بھی نہیں کہ کتنے سجدۂ تلاوت رہ گئے ہیں، ایسی صورت میں اس کو فوت شدہ سجدۂ تلاوت کس طرح ادا کرنا چاہیے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ شب قدر میں تلاوت کر لینے سے سال بھر کے چھوٹے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتے ہیں؛ کیوں کہ شب قدر میں عبادت کا اجر بڑھ جاتا ہے؟

(حافظ صفورہ آفرین، رین بازار)

الجواب

آیت سجدہ کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر ایک ہی آیت سجدہ ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھی جائے، جیسا کہ عام طور پر حفظ کرنے والے طلبہ پڑھتے ہیں تو ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اگر ایک سے زیادہ آیات سجدہ تلاوت کی گئیں، یا ایک ہی آیت کوئی مجلسوں میں تلاوت کیا گیا تو ایسی صورت میں سجدۂ تلاوت کا تکرار واجب ہو جاتا ہے۔(۲) اس اصول کو ذہن میں رکھا جائے تو سجدۂ تلاوت کی مقدار کا اندازہ کرنے میں آسانی ہوگی، بہر حال اگر قطعی تعداد یاد نہ ہو تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ غالب گمان پر عمل کرے اور اس کے باوجود جو سجدے رہ گئے ہوں، ان کے لیے اللہ تعالی سے مغفرت کا طلب گار ہو۔ شب قدر میں جو عمل کیا جاتا ہے، اس سے عمل کی تعداد اور مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا؛ بلکہ اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے؛ اس لیے ایسا نہیں ہے کہ شب قدر میں ایک نماز، یا ایک سجدہ کئی واجب الاداء نمازوں، یا سجدوں کے لیے کافی ہو جائے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴۵۵/۲-۴۵۶)

میت کے ذمہ سجدۂ تلاوت:

سوال: اگر کسی کے ذمہ سجدۂ تلاوت ہوں اور وہ مر جائے تو ان کا کفارہ کیا دیا جاوے؟

(۱) وأداء ها ليس على الفور حتى لو أداها في أي وقت كان يكون مؤديا لا قاضيا. (الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱۳۵/۱، انیس)

(۲) مراقي الفلاح، ص: ۲۶۹

الجواب

کچھ نہیں، اس کے لیے استغفار کیا جاوے۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۹)

سجدۂ تلاوت کی شرائط:

سوال: کیا سجدۂ تلاوت کے لیے بھی انہیں تمام شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے، جو نماز کے سجدے کے لیے ضروری ہیں (جگہ کا پاک ہونا، کعبہ کی طرف منہ ہونا وغیرہ)؟

الجواب

جی ہاں! تمام کی شرائط سجدۂ تلاوت کے لیے بھی ضروری ہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۴/۲۳۱)

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کی شرائط:

سوال: جمعہ کو محلّہ میں ختم قرآن کے موقع پر میری نظر ایک شخص پر پڑی، جو کہ سجدے میں پڑا ہے، میں سمجھا یہ عصر کی نماز پڑھ رہا ہے اور یہ سمجھا کہ یہ شخص شاید سمت قبلہ سے واقف نہیں؛ کیوں کہ وہ قبلے سے مخالف؛ یعنی مشرق کی طرف سجدہ کر رہا تھا، میں نے قریب بیٹھے لوگوں سے اس کی سمت قبلہ نہ ہونے کی طرف توجہ دلائی، چوں کہ وہ نماز نہیں پڑھ رہا تھا؛ بلکہ ''سجدے تلاوت'' کر رہا تھا، خود بھی فوراً بول اٹھا کہ میں تو سجدہ تلاوت کر رہا تھا اور یہ جس سمت میں بھی ادا کیا جائے، صحیح ہے اور قبلے کا تعین اور قبلے کو منہ نہ کر کے بھی ادا ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ ایک اور شخص نے بھی اس کی تائید کر دی کہ ہاں سجدۂ تلاوت ہر طرف جائز ہے اور قبلے کی طرف منہ نہ بھی ہو تو ادا ہو جاتا ہے۔ آپ بتائیں کہ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب

سجدۂ تلاوت کے جواز کے لیے بھی وہی شرائط ہیں، جو نماز کے لیے شرط ہیں؛ یعنی بدن کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، ستر کا چھپانا، قبلہ رخ ہونا، استقبال قبلہ کے بغیر سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۴/۲۳۱)

---

(۱) فكل ما هو شرط جواز الصلاة من طهارة الحديث وهي الوضوء والغسل...فهو شرط جواز السجدة، لأنها جزء من أجزاء الصلاة،إلخ.(بدائع الصنائع: ١/١٨٦)

وشرطها الطهارة عن الحدث والخبث ولا يجوزلها اليتم بلا عذر،واستقبال القبلة وستر العورة.(مراقی الفلاح علیٰ حاشية الطحطاوی،باب سجود التلاوة،ص: ٤٧٩،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) فإذا قرأ آية السجدة ...فإنه يجب عليه أن يسجد بشرائط الصلاة إلا التحريمة سجدة بين تكبيرتين مستجبتين،إلخ.(الحلبي الكبير: ١/٤٩٨)

لايجوز لأحد أداء فريضة ولا نافلة ولا سجدة تلاوة ولا صلاة جنازة إلا متوجها إلیٰ القبلة.(الفتاویٰ الهندية، الفصل الثالث فی استقبال القبلة: ١/٦٣،انيس)

==

بلا وضو سجدۂ تلاوت درست نہیں:

سوال: اگر کسی شخص نے بلا وضو آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرے، یا نہ؟

الجواب

بعد میں وضو کر کے سجدہ کرے۔ فقط (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۲۷-۴۲۸)

بغیر وضو کے سجدۂ تلاوت:

سوال: قرآن کی تلاوت کے درمیان اگر کوئی شخص آیت سجدہ پر سجدہ کرنا بھول جائے اور کچھ مصروفیت کے بعد یاد آجائے تو بغیر وضو کے یہ سجدہ تلاوت کر سکتا ہے، یا نہیں؟ (محمد عبد الرشید، بشارت نگر)

الجواب

بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس وقت آیت سجدہ پڑھیں، اسی وقت سجدہ تلاوت کر لیں؛ تاہم اگر اس وقت سجدہ کرنا بھول جائیں تو جو آیت سجدہ نماز سے باہر پڑھی گئی ہو، اس کی نسبت سے واجب ہونے والا سجدہ ذمہ میں باقی رہتا ہے اور جب بھی موقع ملے، اس سجدہ کو ادا کر لینا ضروری ہے؛ لیکن بہر صورت سجدہ تلاوت کے لیے وضو ہونا ضروری ہے، بغیر وضو کے سجدہ کرنا نہ جائز ہے اور نہ کافی؛ کیوں کہ سجدہ نماز کا جزءِ اعظم ہے، لہذا جو حکم نماز کا ہے، وہی حکم سجدہ کا بھی ہے۔

"لأنها جزء من أجزاء الصلاة فكانت معتبرة بسجدات الصلاة". (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۵۳)

قِلّت وقت کی بنا پر تیمّم سے آیت سجدہ ادا کر سکتے ہیں، یا نہیں:

سوال: خالد نے پانی پر قدرت نہ ہونے، یا دیگر شرعی مجبوری کی وجہ سے تیمّم کر کے قرآن کریم کی تلاوت کی اور آیت سجدہ بھی پڑھ ڈالی تو کیا وہ شخص اسی تیمّم سے سجدۂ تلاوت کر سکتا ہے، یا بعد میں وضو کر کے ہی سجدۂ تلاوت ادا کرنا ہوگا؟ اسی طرح زاہد پر سجدۂ تلاوت اس وقت واجب ہوا، جب کہ سورج نکلنے ہی والا تھا۔ اگر وہ وضو کر کے سجدۂ تلاوت

== (فكل ما هو شرط جواز الصلاة من طهارة الحدث وهي الوضوء والغسل...فهو شرط جواز السجدة، لأنها جزء من أجزاء الصلاة، إلخ. (بدائع الصنائع، فصل وأما شرائط الجواز، إلخ: ۱/۱۸٦)

وشرطها الطهارة عن الحدث والخبث ولا يجوز لها التيم بلا عذرٍ واستقبال القبلة وستر العورة. (مراقی الفلاح علٰی حاشية الطحطاوی، باب سجود التلاوة، ص: ٤٧٩، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۱) کیوں کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے اور بلا وضو سجدۂ تلاوت کی اجازت نہیں۔ ظفیر

وشرائط هذه السجدة شرائط الصلاة إلا التحريمة. (الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱/۱۳٥، ظفير)

(۲) بدائع الصنائع، فصل وأما شرائط الجواز: ۱/۱۸٦، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

کرتا ہے تو سورج نکلنے کا اندیشہ ہے تو کیا ایسی صورت میں زاہد تیمّم کر کے سجدۂ تلاوت ادا کرسکتا ہے؟ جیسا کہ نماز جنازہ کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو پانی رہتے ہوئے بھی تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہوجانے کی گنجائش ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ پانی پر قدرت نہ ہونے، یا کسی شرعی عذر کی بنا پر خالد نے تیمّم کر کے آیت سجدہ کی تلاوت کی تو وہ اسی تیمّم سے سجدۂ تلاوت بھی ادا کرسکتا ہے؛ اس لیے کہ اس صورت میں اس کا تیمّم وضو کے قائم مقام ہوگا، اس سے نماز بھی پڑھ سکتا ہے، قرآن چھو بھی سکتا ہے اور سجدۂ تلاوت بھی ادا کرسکتا ہے۔

البتہ پانی پر قدرت کے باوجود محض وقت کے نکل جانے کے اندیشہ سے نماز جنازہ پر قیاس کرتے ہوئے تیمّم کر کے سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرسکتا ہے؛ اس لیے کہ سجدۂ تلاوت کا وجوب علی الفور نہیں ہے؛ بلکہ علی التراخی ہے۔ سورج نکلنے کے بعد بھی وجوب کی ادائیگی ہوسکتی ہے، اس کے برخلاف اگر نماز جنازہ فوت ہوجائے تو اس کا بدل نہیں ہے۔

"لایجوز أداؤھا بالتیمم، إلا أن لایجد ماء، لأن شرط صیرورۃ التیمم طھارۃ حال وجود الماء خشیة الفوت ولم توجد، لأن وجوبھا علی التراخی". (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۲/۶/۱۴۱۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۹۰/۲-۴۹۱)

سجدۂ تلاوت کرنے کا مستحب طریقہ:

سوال: زید سجدۂ تلاوت اس طرح ادا کرتا ہے، اول قیام کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے اور **سبحان ربی الأعلی** تین بار کہہ کر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرے سجدے کے لیے جاتا ہے، اسی طرح زید اپنے ذمہ دس بارہ سجدے ساتھ ہی ادا کرتا ہے، اب زید بکر (۲) کو کہتا ہے کہ اس طرح سجدے کرنا کسرت ہے؛ یعنی اٹھک بیٹھک کرنا ہے تو بکر از روئے شرع ملزم ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قیام سے سجدہ میں جانا اور پھر قیام کرنا واجب نہیں۔ فقہا نے مستحب لکھا ہے؛ اس لیے نہ اس کے وجوب کا اعتقاد کرے اور نہ استہزا کرے۔ (۳) فقط

۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۳۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۵۵۶/۱)

---

(۱) ردالمحتار، باب فی سجود التلاوۃ: ۵۷۹/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) کذا فی الأصل والصحیح: "بکر زید کو، الخ" والدلیل قوله "تو بکر از روئے شرع ملزم ہے، یا نہیں؟"

(۳) یہ سوال کی مذکور غلطی پر مبنی ہے، ورنہ زید جو درحقیقت مذکور طریقہ کے مطابق سجدۂ تلاوت کرتا ہے، وہ استہزا کرنے والا نہیں ہے؛ بلکہ بکر استہزا کرتا ہے اور حکم وہی ہے کہ استہزا جائز نہیں ہے۔ سعید

سجدۂ تلاوت سے پہلے اور پیچھے قیام کرنے کی دلیل:

سوال: بہشتی زیور حصہ دُوم، سجدۂ تلاوت کے بیان میں یہ مسئلہ ہے: ''کھڑے ہوکر اول اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جاوے، پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جاوے'' تو عمرو اس مسئلہ کی حدیث طلب کرتا ہے، سو یہ مسئلہ کس حدیث سے ثابت ہے؟

الجواب

کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری؛ مگر احکام شرعیہ جس طرح حدیث سے ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح قیاس سے بھی جس میں نص نہ ہو اور اس میں گو نص نہیں؛ مگر قیاساً علی المنصوص اس کو ثابت کہہ سکتے ہیں: یعنی اس ہیئت سے اس کو مشابہ سجود صلوٰۃ کے قرار دیکر اقرب الی التعظیم سمجھا گیا ہے، پھر خود اس (۱) ہیئت کے بعض اجزا میں اختلاف بھی ہے، چناں چہ عدم تکبیر مطلقاً اور تکبیر لمحض الوضع اور لمحض الرفع ونفی قیام ثانی یہ سب اقوال بھی منقول (۲) ہیں: مگر تکبیر میں ظاہر الراویۃ اور قیاس ماخوذ و معمول ہے۔ فقط

۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۳۶) (امداد الفتاویٰ جدید ج ۱ ص ۵۵۷-۵۵۸)

سجدۂ تلاوت کے لیے تکبیر کا مسئلہ:

سوال: تلاوت کلام مجید کے سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہے، یا نہیں؟

الجواب

اللہ اکبر کہہ کر جانا چاہیے اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ، ص: ۳۵۷)

متعدد سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ:

سوال: سجدۂ تلاوت کے اگر کئی سجدے کرنے ہوں تو ایک مرتبہ بیٹھ کر ان سب کو ادا کر لینے چاہئیں، یا بار بار کھڑے ہو ہو کر علاحدہ علاحدہ ادا کرے اور کانوں تک بھی ہاتھ لے جاوے، یا نہیں؟

الجواب

اگر ایک ہی مرتبہ بیٹھ کر ان سب کو ادا کر لے تو یوں بھی جائز ہے؛ مگر ہاں (۳) بہتر یہی ہے کہ بار بار کھڑے ہو ہو کر علاحدہ علاحدہ ادا کرے اور ہاتھ کانوں تک لے جانا کچھ ضروری نہیں۔

(امداد: ۱/۳۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۸)

---

(۱) یعنی یہ ہیئت مذکورہ جس میں یہ اجزا ہیں، قیام تکبیر سجدہ کو جاتے ہوئے تکبیر سجدہ سے اٹھتے ہوئے قیام ثانی۔

(۲) یعنی بعض فقہا کے اقوال

(۳) میرے نزدیک بہتر ہونے کی کوئی وجہ نہیں؛ کیوں کہ مطلوب سجدہ ہے اور قیام کسی درجہ میں مطلوب نہیں، پس اس کو کوئی دخل نہ ہوگا۔ (تصحیح الاغلاط: ۷)

بیٹھ کر آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدہ بیٹھ کر کرسکتا ہے، یا نہیں:

سوال: اگر سجدۂ تلاوت بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ بیٹھ کر ہی کرے، یا کھڑے ہو کر؟

الجواب

کتبِ فقہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ کر کے کھڑا ہو جاوے؛ (۱) لیکن اگر بیٹھے ہوئے سجدۂ تلاوت کرے، تب بھی کچھ حرج نہیں۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۲۷-۴۲۸)

کیا سجدۂ تلاوت سپارے پر بغیر قبلہ رخ کرسکتے ہیں:

سوال: سجدۂ تلاوت قرآن پاک، کیا اسی وقت کرنا چاہیے، جس وقت ہی اس کو پڑھیں، یا پھر دیر سے بھی کرسکتے ہیں؟ اور کیا سپارے پر سجدہ کرسکتے ہیں، جب کہ سامنے قبلہ نہ ہو؟ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قرآن پاک پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ ایک انسان چودہ سجدے کرے۔ آیا یہ درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

سجدۂ تلاوت فوراً کرنا افضل ہے؛ لیکن ضروری نہیں، بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے اور قرآن کریم ختم کر کے سارے سجدے کرلے تو بھی صحیح ہے؛ لیکن اتنی تأخیر اچھی نہیں۔ (۳) کیا خبر کہ قرآن ختم کرنے سے پہلے انتقال ہو جائے اور سجدے جو کہ واجب ہیں، اس کے ذمہ رہ جائیں؟ سپارے پر سجدہ نہیں ہوتا، قبلہ رخ ہو کر زمین پر سجدہ کرنا چاہیے، سپارے کے اوپر سجدہ کرنا قرآن کریم کی بے ادبی بھی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۲۳۳-۲۳۴)

بعد نماز صبح، قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر سجدۂ تلاوت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: صبح کی نماز کے بعد قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب سجدۂ تلاوت جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) جس حالت میں بھی قرأت کی ہو۔ ظفیر

(۲) والمستحب أنه إذا أراد أن يسجد للتلاوة يقوم ثم يسجد وإذا رفع رأسه من السجود يقوم ثم يقعد كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱/۱۳۵، ظفير)

(۳) وفي التجنيس وهل يكره تأخيرها عن وقت القراءة؟ ذكر في بعض المواضع أنه إذا قرأها في الصلاة فتأخيرها مكروه وإن قرأها خارج الصلاة لا يكره تأخيرها وذكر الطحاوي أن تأخيرها مكروه مطلقا وهو الأصح وهي كراهة تنزيهية في غير الصلاتية، لأنها لو كانت تحريمية لكان وجوبها على الفور وليس كذلك. (البحر الرائق، باب سجود التلاوة: ۲/۲۱۱، دار الكتب العمية، بيروت لبنا، انيس)

الجواب

جائز ہے، کما فی الدر المختار: (لا) یکرہ (قضاء فائتة و) لو وترًا أو (سجدة تلاوة أو صلاة جنازة). (۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۲۵/۴)

سجدۂ تلاوت کا وقت:

سوال: ہم عصر کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، اس میں آیت سجدہ آجائے تو اس وقت کو سجدہ کرنا مکروہ ہے تو کیا ہم بعد میں سجدہ کر سکتے ہیں؟ اور اگر ہم قرآن ختم کرنے کے بعد پورے سجدے ایک ساتھ کریں تو کیا یہ صورت درست ہوگی؟ (فوزیہ جبیں، جگتیال)

الجواب

(الف) عصر کے بعد نفل نمازوں کی ممانعت ہے، نہ کہ فرائض وواجبات کی، سجدہ تلاوت چوں کہ واجب ہے؛ اس لیے عصر کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے، (۱) ہاں! جب سورج نکل رہا ہو، ڈوب رہا ہو، یا نصف آسمان پر ہو تو ان اوقات میں فرض نمازوں کا پڑھنا بھی ممنوع ہے، اگر ان مکروہ اوقات میں قرآن کی تلاوت کی گئی اور اس میں آیت سجدہ آ گئی تو مکروہ وقت ہونے کے باوجود اسی وقت سجدہ تلاوت کر لینا جائز ہے۔

"لو تلاها فی أوقات مکروهة فسجد فی هذه الأوقات جاز". (۳)

البتہ بہتر ہے کہ مکروہ اوقات نکلنے کے بعد سجدہ کرے، (۴) البتہ غیر مکروہ اوقات میں تلاوت کی گئی ہو تو مکروہ اوقات میں سجدۂ تلاوت کافی نہیں۔

(ب) بہتر طریقہ یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے کے بعد جلد سے جلد سجدہ کر لیا جائے؛ لیکن چوں کہ عمر بھر میں کبھی بھی سجدۂ تلاوت کیا جا سکتا ہے؛ اس لیے اگر قرآن مکمل کرنے کے بعد ایک دفعہ سجدے کر لیے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔

"فوقتها جمیع العمر لأن وجوبها علی التراخی". (۵) (کتاب الفتاویٰ: ۴۵۱/۲، ۴۵۲)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، قبیل باب الأذان: ۳۷۵/۱، دار الفکر بیروت، ظفیر

(۲) تسعة أوقات یکره فیها النوافل وما فی معناها لا الفرائض... فیجوز فیها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة. (الفتاوی الهندیة، الباب الأول فی المواقیت ومایتصل بها، الفصل الثالث فی بیان الأوقات التی لایجوز فیها الصلاة وتکره فیها: ۵۲/۱، انیس)

(۳) الفتاوی الهندیة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة: ۱۳۵/۱، انیس

(۴) إذا وجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة فی وقت مباح وأخرتا إلٰی هٰذا الوقت فإنه لایجوز قطعاً. أما لو وجبتا فی هٰذا الوقت وأدیتا فیه جاز، لأنها أدیت ناقصة کما وجبت. (الفتاوی الهندیة، الباب الأول فی المواقیت ومایتصل بها فی الفصل الثالث فی بیان الأوقات التی لا تجوز فیها الصلاة وتکره فیها: ۵۲/۱، انیس)

(۵) بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان وقت أدائها: ۱۹۱/۱، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس

سجدۂ تلاوت وسجدۂ شکر کس وقت کرنی چاہئیں:

سوال: سجدہ تلاوت اور سجدۂ شکر وغیرہ کی وضاحت کر دیجئے گا کہ یہ کس وقت کرنے چاہئیں؟ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد ظہر تک کوئی سجدہ نہیں کر سکتے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد کوئی سجدہ کر سکتے، جب تک کہ مغرب کی نماز نہ پڑھ لی جائے۔ برائے مہربانی جواب وضاحت سے دیجئے گا؟

الجواب

تین اوقات مکروہ ہیں: طلوع کا وقت سورج کے بلند ہونے تک، غروب کا وقت اور اس سے پہلے تقریباً پندرہ بیس منٹ، دوپہر کا وقت، ان تین اوقات میں سجدہ تلاوت ممنوع ہے، باقی تمام اوقات میں جائز ہے، سجدۂ شکر بھی ان تین اوقات کے علاوہ جائز ہے؛ مگر لوگوں کے سامنے نہ کیا جائے۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۳۶/۴)

صبح وعصر کے بعد کا سجدہ:

سوال: صبح وعصر کی نماز کے بعد کیا صرف سجدہ کرنا بھی حرام ہے؟

الجواب

سجدۂ تلاوت وغیرہ درست ہے۔ نماز نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۲۷/۴-۴۲۸)

نماز صبح کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا جائز ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

سوال: صبح کی نماز ختم کرنے کے بعد جب کہ سورج نکلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں، سجدہ تلاوت جو ایک روز پہلے، یا کسی وقت گزشتہ میں واجب ہو چکا ہے۔ ادا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة ولاصلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة: إذا طلعت الشمس حتىٰ ترتفع، وعند الإنتصاف إلىٰ أن تزول، وعند احمرارها إلىٰ أن تغيب إلا عصريومه. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الأول فى المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث فى بيان الأوقات التى لا تجوزفيها الصلاة، ۵۲/۱، انيس)

ويكره أن يسجد شكرًا بعد الصلاة فى الوقت الذى يكره فيه النفل ولايكره فى غيره. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۰/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

وسجدة الشكر: مستحبة، به يفتىٰ، لٰكنها تكره بعد الصلاة لأن الجهلة يعتقدونها سنة أوواجبة وكل مباح يؤدى إليه فمكروه. (الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۵۹۷/۲-۵۹۸، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۲) ويكره أن يتنفل بعد الفجر حتىٰ تطلع الشمس وبعد العصر حتىٰ تغرب... ولابأس بأن يصلى فى هٰذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة ويصلى على الجنازة. (الهداية، باب المواقيت: ۶۹/۱-۷۰، ثاقب بک دبو ديوبند، ظفير)

الجواب

صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے سجدۂ تلاوت کر لینا جائز ہے خواہ پہلے کا واجب ہو یا اسی وقت آیت سجدہ تلاوت کی گئی ہو۔(۱)

نوٹ از واصف:

مذکورۂ بالا فتوے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر امام نے رکوع میں جاتے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو پوری جماعت کا سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا، یہ خیال صحیح نہیں۔

ایسا واقعہ راقم الحروف کے ساتھ بھی محلّہ کی مسجد میں تراویح کے موقع پر پیش آیا تھا، امام نے آیہ سجدہ پڑھ کر رکوع کیا، پھر نماز پوری کی، سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں نے کہا کہ آپ سجدۂ تلاوت بھول گئے اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا۔ امام نے کہا کہ میں نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تھی، یہ مسئلہ یوں بھی ہے، لوگ خاموش ہو گئے۔

راقم الحروف نے گھر میں حضرت والد ماجدؒ سے واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا، فرمایا کہ ہاں رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے، جن لوگوں نے رکوع میں جاتے وقت سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تھی، ان کا سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

میں نے عرض کیا کہ مقتدیوں نے اور خود میں نے سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تھی اور مسئلہ کسی کو معلوم بھی نہیں تھا، مقتدیوں نے سمجھا کہ امام سجدۂ تلاوت کرنا بھول گیا، فرمایا کہ سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے، تنہا امام کی نیت مقتدیوں کے لیے کافی نہیں۔

پس امام کو چاہیے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے، جس سے عام ناواقفیت کی وجہ سے ذہنی انتشار پیدا ہو جائے اور مقتدیوں کا نقصان ہو جائے اور اگر کرنا ہی ہو تو نیت باندھنے سے پہلے جماعت کو آگاہ کر دے۔

احقر حفیظ الرحمان واصف عفی عنہ، ۹/اپریل ۱۹۸۳ء۔ (کفایت المفتی: ۴۱۵/۳)

فجر کے بعد سجدۂ تلاوت:

سوال: تلاوت قرآن کے درمیان آیت سجدہ آجائے؛ مگر وقت مناسب نہ ہو، جیسے فجر کی نماز کے بعد کا وقت تو کیا ایسے وقت تلاوت کو روک دیں، یا اس آیت کے آنے کے باوجود تلاوت کو جاری رکھیں؟ (محمد امجد حسین، مشیر آباد)

الجواب

اولاً تو نماز سے باہر سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد سجدۂ تلاوت واجب نہیں، بعد میں بھی سجدہ کیا جا سکتا ہے، دوسرے

(۱) (لا) یکرہ (قضاء فائتة و) لو وترًا (و سجدة تلاوة و صلاة جنازة). (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۷۵/۱، ط: سعید)

طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار کے وقت تو فرائض ونوافل دونوں طرح کی نمازیں مکروہ ہیں، اس لئے سجدۂ تلاوت بھی مکروہ ہے، لیکن بعد نماز فجر تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک صرف نفل نمازیں مکروہ ہیں، فرض وواجب نمازیں اور سجدۂ تلاوت (جو واجب ہے) کے ادا کرنے میں حرج نہیں۔

"فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة". (۱)

پس فجر کے بعد آیت سجدہ کی تلاوت اور سجدہ کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۵۴-۴۵۵)

اوقات ممنوعہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

الجواب ———————— وبالله التوفيق

مکروہ تحریمی ہے۔(وكره) تحريمًا ... (صلاة) ... (ولو) قضاء أو واجبة أو نفلاً أو (على جنازة وسجدة تلاوة وسهو)...(مع شروق)...(واستواء)...(وغروب إلا عصر يومه). (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۳/۷/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۸۲)

مکروہ اوقات میں سجدۂ تلاوت:

سوال: تلاوت کے درمیان سجدۂ تلاوت کی آیت آجائے؛ مگر وقت مناسب نہ ہو، جیسے فجر کی نماز کے بعد کا وقت تو کیا اس وقت سجدۂ تلاوت کیا جاسکتا ہے، یا اس وقت تلاوت ہی روک دی جائے؟ (سید محمد امجد حسین، مشیر آباد)

الجواب ————————

مکروہ اوقات کل پانچ ہیں، ان میں تین اوقات تو وہ ہیں جن میں فرائض ونوافل دونوں کی کراہت ہے اور وہ ہے: طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف نہار کا وقت، ان اوقات میں سجدہ تلاوت بھی مکروہ ہے۔ (۳)

ان اوقات میں تلاوت کرتے ہوئے آیت سجدہ آجائے تو تلاوت جاری رکھے اور بعد میں سجدہ ادا کرلے؛ کیوں کہ نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے کی صورت میں فوراً سجدہ واجب نہیں ہوتا، دو اوقات وہ ہیں، جن میں نوافل مکروہ ہیں، نہ کہ فرائض وواجبات اور وہ ہیں: نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کا وقت اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کا وقت، ان اوقات میں سجدۂ تلاوت کیا جاسکتا ہے۔

(۱) الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة: ۱/۵۲، انيس

(۲) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۲/۳۰-۳۲

(۳) الهداية: ۱/۲٦

"لا بأس بأن يصلى فى هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة". (۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۵۰)

سجدۂ تلاوت کی اطلاع:

سوال: امام کو پہلے سے یہ کہنا کہ میں فلاں رکعت میں سجدۂ تلاوت کروں گا، ہوشیار رہو۔ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲۹)

نماز میں آیت سجدہ پڑھی، تو کیا کرنا چاہیے:

سوال: اگر نماز میں کسی نے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہیے؟

الجواب

بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے، جس وقت آیتِ سجدہ پڑھے اور فقہا نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا اور اس وقت کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲۴)

نماز میں سورۂ انشقاق پڑھی جائے تو سجدۂ تلاوت ضروری ہے، یا نہیں:

سوال: فرضوں میں سورۂ اقرأ، سورۂ انشقاق؛ یعنی سجدہ والی سورت ارادۃً پڑھنی کیسی ہے؟ اور ان کے پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

سورۂ انشقاق میں آیت سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کیا جاوے اور بعد سجدہ کے سورت پوری کر کے رکوع کریں، البتہ اگر آیت سجدہ قرأت ختم کردی جاوے تو تلاوت کا سجدہ مستقلاً کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ نماز کا سجدہ ہی اس کی طرف سے کافی ہو جاوے گا؛ مگر ایسا کرنا بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ سورت کو درمیان میں چھوڑ دینا خلاف اولی ہے۔ ہاں اگر سورۂ علق وغیرہ (جن کے بالکل اخیر میں آیت سجدہ ہے، یا آیت سجدہ کے بعد ایک یا دو ہی آیت ہوں، پڑھ کر اگر سجدۂ تلاوت نہ کیا

(۱) الهداية، كتاب الصلاة، قبيل باب الأذان: ۱/۷۰

(۲) ولو تلاها فى الصلاة سجدها فيها لا خارجها. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۱۰، دار الفكر بيروت، انيس)

"أما لو سهوًا وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافيا يأتى بها ويسجد للسهو". (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۱۰، دار الفكر بيروت، انيس)

"ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها". (أيضًا: ۲/۱۱۰، دار الفكر بيروت، ظفير)

جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں نماز کا سجدہ کرنے سے سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جاوے گا۔

تنبیہ: اس صورت اخیرہ میں اگر رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لے کہ اس سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہ رکوع کرتا ہوں، تب بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے؛ لیکن امام کو ایسا نہ کرنا؛ کیوں کہ اگر اس نے رکوع میں نیت کر لی اور مقتدیوں کو پتہ نہ لگا، اس واسطے انہوں نے نیت نہ کی تو ان کے ذمہ سجدۂ تلاوت باقی رہ جاوے گا۔ واللہ اعلم

احقر عبد الکریم، ۱۴/ربیع ۲ ۱۳۴۸ھ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ۔ (امداد الاحکام: ۲/۳۰۷)

رکوع میں نیت کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے، یا نہیں:

سوال: اگر امام، یا منفرد نے نمازِ فرض، یا تراویح وتہجد وغیرہ میں سورۂ اعراف، یا سورۂ نجم، یا سورۂ علق، یا اور کوئی ایسا رکوع جس میں آیتِ سجدہ تھی، پڑھی اور بجائے سجدۂ تلاوت، رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو امام ومقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا، یا نہیں؟ علیٰ ہذا آیتِ سجدہ کے بعد دو چار آیتیں پڑھ کر امام نے رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو یہ بھی درست ہے، یا نہیں؟ سورۂ بنی اسرائیل، آیتِ سجدہ کے بعد دو آیتوں پر اور سورۂ انشقاق، آیت سجدہ کے بعد چار آیتوں پر ختم ہوتی ہیں، پس ختم سورۂ مذکورہ کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاوے گا، یا نہیں؟

الجواب

اگر آیتِ سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدۂ تلاوت کی کر لی، تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جاوے گا، (۱) اور مقتدیوں کی بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے، بدون نیت کے ان کے ذمہ سے سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا، (۲) اور تین آیت سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۲۳)

(۱) تؤدی (برکوع صلاة) إذا کان الرکوع (علی الفور من قراء ة آیة) أو آیتین وکذا الثلاث علی الظاهر، کما فی البحر، (إن نواه) أی کون الرکوع (لسجود) التلاوة علی الراجح. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب فی سجود التلاوة: ۲/۵۸۶-۵۸۷، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

وفی الإمداد: الاحتیاط قول شیخ الإسلام خواهرزاده بانقطاع الفور بالثلاث وقال شمس الأئمة الحلوانی: لا ینقطع ما لم یقرأ أکثر من ثلاث. وقال الکمال بن الهمام: وقول الحلوانی هو الروایة، آه. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۵۸۷، ظفیر)

(۲) ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها المؤتم لم تجزه. (الدر المختار) (قوله: لم تجزه) أی لم تجز نیة الإمام المؤتم ولا تندرج فی سجوده وإن نواها المؤتم فیه لأنه لما نواها الإمام فی رکوعه تعین لها... وفی القهستانی: واختلفوا فی أن نیة الإمام کافیة کما فی الکافی. فلو لم ینو المقتدی لا ینوب علیٰ رأی فیسجد بعد سلام الإمام ویعید القعدة الأخیرة، کما فی المنیة. (الدر المختار مع رد المحتار، باب فی سجود التلاوة: ۲/۱۱۲، دار الفکر بیروت، ظفیر)

(۳) لا ینقطع ما لم یقرأ أکثر من ثلاث. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ظفیر)

رکوع میں سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا ثبوت حدیث موقوف سے:

سوال: سجدۂ تلاوت رکوع سے ادا ہوجاتا ہے، یا نہیں؟ اگر ادا ہوجاتا ہے تو کسی حدیث سے ثبوت ہے، یا نہیں؟ دونوں مسئلوں کے متعلق حدیث شریف، یا کم ازکم اس کتاب کا نام جس میں یہ حدیث مذکور ہے، مع حوالہ باب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

الجواب

فی فتح الباری المصری(۲/ ٤٥٧): واستدل بعض الحنفية من مشروعية السجود عند قوله ﴿وخر راكعًا وأناب﴾ بأن الركوع عندها ينوب عن السجود فإن شاء المصلي ركع بها وإن شاء سجد، ثم طرده في جميع سجدات التلاوة وبه قال ابن مسعود رضي الله عنه، آه.(۱)

ولم أر حديثا مرفوعا فيه مع التتبع وقول الصحابي حجة عند الإمام الأعظم ويقدم على القياس.

۲۲ رصفر ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ:۲۱) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/ ۵۵۳-۵۵۴)

نماز کے رکوع وسجدے میں سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے احکام:

سوال: اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھتے ہی فی الفور رکوع کرے اور اس کے بعد بہ ترتیب تمام ارکان نماز ادا کرے تو اس رکوع میں سجدۂ تلاوت بھی ادا ہوجائے گا، یا نہیں؟ اور اگر فی الفور سجدہ نہ کرے؛ بلکہ آیت سجدہ کے ساتھ اور بھی چند آیتیں ملا لیوے اور اس کے بعد رکوع کرکے بہ ترتیب تمام ارکان ادا کرے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

في الدر المختار: (و)تؤدى (بركوع صلاة)إذا كان الركوع(على الفور من قراءة آية)أو آيتين وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر(إن نواه)أي كون الركوع(لسجود)التلاوة على الراجح وتؤدى (بسجودها كذلك)أي على الفور(وإن لم ينو)بالإجماع ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه، إلخ.

في رد المحتار: (قوله:على الفور، إلخ)فلو انقطع الفور لابد لها من سجود خاص بها مادام في حرمة الصلاة... (قوله على الظاهر)... لكن في البحر عن المجتبى:أن الركوع ينوب عنها بشرط النية وأن لا يفصل بثلاث إلا إذا كانت الثلاث من آخر السورة، آه.(۲)

---

(۱) فتح الباري، قوله: باب سجدة النجم: ۲/ ٥٥٣، مكتبة شاملة، انيس

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب في سجود التلاوة: ۲/ ۱۱۱-۱۱۲، دار الفكر بيروت، انيس

ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے:

(۱) فی الفور رکوع صلوٰۃ کرنے سے سجدۂ تلاوت اس وقت ادا ہوگا، جب کہ اس رکوع میں اس سجدہ کے ادا ہونے کی نیت بھی کرے، اگر نیت نہ کی تو ادا نہ ہوگا اور مقتدی کا ادا نہ ہوگا۔

(۲) اگر امام نے نیت کر لی اور مقتدی نے نہ کی تو امام کا ادا ہوگا اور مقتدی کا ادا نہ ہوگا۔

(۲) اگر فی الفور رکوع نہ کیا اور پھر رکوع مع نیت سجدہ کے کیا تو اگر وہ سجدہ ختم سورت کے قریب ہے، جیسے سورۂ انشقاق میں، یا سورہ بنی اسرائیل میں ہے تو یہ بھی حکم فور ہی میں ہے اور اگر وسط سورت میں ہے تو فور نہ رہے گا اور اس رکوع میں ادا نہ ہوگا۔

(۴) اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو سجدۂ صلوٰۃ میں خود ادا ہو جائے گا، خواہ اس میں نیت کرے، یا نیت نہ کرے؛ مگر فور شرط ہے۔

(۵) فور کے معنی یہ ہیں کہ آیت سجدہ کے بعد ایک دو آیت سے زیادہ نہ پڑھے، اس سے سب سوالات کا جواب ہو گیا۔

۲۱/ جمادی الثانیہ ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثانیہ: ۱۴۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۴-۵۵۵)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نے فرضوں کی جماعت میں سجدہ کی آیت پڑھی، پھر ترنت رکوع کو چلا گیا، پھر رکوع میں جا کر سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی، اس طرح پر سجدۂ تلاوت ادا ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ پھر نماز میں کس قدر خلل ہوا۔ بہشتی زیور حصہ دوم، ص: ۷۷ میں اس طرح درج ہے: ''سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر ترنت رکوع کو چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدۂ تلاوت کی جگہ بھی یہی رکوع کرتی ہوں، تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاوے گا''۔ کیا یہ حکم عورتوں کے لیے ہے، یا امام کا بھی فرضوں میں اسی طرح ادا ہو سکتا ہے؟

الجواب

اس طرح پر سجدۂ تلاوت ادا ہو جاوے گا؛ لیکن چوں کہ رکوع میں ادا ہونے کے لیے نیت بھی شرط ہے اور امام کی نیت کا ذکر سائل نے کیا ہے تو امام کا سجدہ تو ادا ہو جاوے گا؛ لیکن مقتدیوں میں سے جو نیت کرے گا، اس کا سجدہ تو ادا ہوگا اور جو نیت نہ کرے گا، اس کا سجدہ ادا نہ ہوگا اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو سجدۂ نماز میں سب کا سجدۂ تلاوت بلا نیت بھی ادا ہو جاوے گا، بشرطیکہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً رکوع میں چلا گیا ہو؛ اس لیے بہتر یہی ہے کہ رکوع میں نیت نہ کرے۔

۱۶/ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ (تتمہ خامسہ: ۱۸۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۵۵۵)

---

(۱) یعنی پھر نماز ہی میں ادا کرنا ہوگا؛ کیوں کہ جو سجدہ نماز میں واجب ہوتا ہے، وہ خارج نماز ادا نہیں ہوتا اور ترک واجب سے گناہ ہوتا ہے (جس کا کفارہ صرف استغفار ہے)، سجدہ کرنا ہوگا۔

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بجائے رکوع کا کافی ہوجانا اوراس کی شرائط:

سوال: سجدۂ تلاوت کی بجائے نماز میں رکوع کافی ہے اور سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد بلا کچھ آگے قرأت کئے ہوئے رکوع جائز ہے؟

الجواب

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بجائے رکوع کافی ہے، بشرطیکہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کرلے اور سجدۂ نماز میں بدون نیت کے بھی کافی ہے؛ مگر رکوع وسجود صلوٰۃ اسی وقت سجدۂ تلاوت کے بجائے کافی ہیں؛ جبکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً، یا ایک دو آیت پڑھ کر رکوع کردے، اگر سجدہ کی آیت کے بعد تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا اور سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد بدون کچھ آگے قرأت کئے رکوع کردینا مکروہ ہے اور ظاہر کراہت تحریمہ ہے۔

قال في مراقی الفلاح:(ويجزی عنها)أی عن سجدة التلاوة(ركوع الصلاة إن نواها)أی نوی أداء ها فيه نص عليه محمد...ويجزی عنها أيضا(سجود ها)أی سجود الصلاة(وإن لم ينوها) أی التلاوية(إذا لم ينقطع فور التلاوة)وانقطاعه بأن يقرأ أكثر من آيتين بعد آية سجدة التلاوة بالإجماع ...قال الكمال إن قول شمس الأئمة الحلوانی هو الرواية،آه.(۱)

وفی المراقی أيضا:وإذا كانت آية السجدة آخر تلاوته ينبغی أن يقرأ،ولو آيتين من سورة أخرىٰ بعد قيامه منها حتی لا يصير بانيا الركوع علی السجود ولو ركوع بمجرد قيامه منها كره،آه.(۲)

قال:أطلق فی الكراهة وظاهره التحريم ويحرر،آه.(ص:۲۸۲،مع الطحطاوی)(۳)

۲۴ شعبان ۱۳۴۲ھ (امدادالاحکام:۲/۳۰۰-۳۰۱)

سجدۂ تلاوت رکوع سے ادا ہوجائے گا:

سوال: زید نے تراویح پڑھاتے ہوئے آیت سجدہ کو پڑھ کر فوراً ہی رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کو سجدۂ نماز میں ادا کیا تو سجدۂ تلاوت بھی ہوگیا، یا نہیں؟ یعنی زید کا یہ عمل جائز ہے، یا ناجائز ہے؟ اگر سجدۂ تلاوت کو سجدۂ نماز میں ادا کرنا ناجائز خیال کرتے ہیں تو وہاں سجدۂ تلاوت کو مستقل کرنا بہتر ہے، یا سجدہ نماز میں ادا کرنا بہتر ہے؟

(المستفتی:۲۰۷۲، محمود علی صاحب (سہارنپور) ۲۴/رمضان ۱۳۵۶ھ، ۲۹/نومبر ۱۹۳۷ء)

---

(۱) مراقی الفلاح علیٰ حاشية الطحطاوی،باب سجود التلاوة،ص:٤٨٦-٤٨٧،دارالكتب العلمية بيروت،انيس وقال ط:و الأول أصح من جهة الدراية لأنه أحوط،كما ذكره المؤلف.

(۲) مراقی الفلاح علیٰ حاشية الطحطاوی، باب سجود التلاوة،ص:٤٨٦،دارالكتب العلمية بيروت،انيس

(۳) حاشية الطحطاوی،باب سجود التلاوة،ص:٤٨٦،دارالكتب العملية بيروت،انيس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانے اور سجدۂ تلاوت کی نیت کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے، (۱) لوگوں کو مسئلہ معلوم نہ ہوتو ان کو دریافت کر لینا چاہیے،خواہ مخواہ امام کے خلاف طوفان بپا کرنا کوئی دانشمندی نہیں، ناواقفیت اور جہالت اپنی اور اعتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔امام بھی سجدۂ تلاوت مستقل طور پر ادا کر لے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۳/۴۱۵)

سجدۂ تلاوت کے بجائے رکوع:

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ العلق پڑھ لے،جس کی آخری آیت میں سجدۂ تلاوت ہے تو اس کو پہلے سجدۂ تلاوت کر کے پھر حالت قیام میں آنے کے بعد رکوع کرنا چاہیے، یا رکوع کرنا ہی اس کے لیے کافی ہوگا؟

(محمد عبد العظیم، کمہارواری)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

بہتر صورت تو یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہو، پھر رکوع میں جائے، اس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے؛ تاہم اگر رکوع میں چلا جائے اور اسی میں سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کر لے تو حنفیہ کے نزدیک یہ رکوع سجدۂ تلاوت کے لیے بھی کافی ہوجائے گا۔

"**لو لم یسجد ورکع ونویٰ السجدة یجزیه قیاسًا،وبه نأخذ**". (۲) (کتاب الفتاویٰ:۲/۴۵۲-۴۵۳)

آیت سجدہ پر رکوع، سجدہ کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہوگا، یا نہیں:

سوال: تراویح باجماعت کی نماز میں امام صاحب یہ بتلانا بھول گئے کہ سجدۂ تلاوت ہے، ٹھیک وقت پر خیال آیا اور نماز ہی کی حالت میں سجدۂ نماز میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی، کیا اس صورت میں امام اور مقتدی کا سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

آیت سجدہ پڑھنے کے دو، تین آیت کے بعد، یا سورہ کے آخری حصے میں آیت سجدہ تھی تو سورہ مکمل کرنے کے بعد

(۱) (و)تؤدی (بركوع صلاة)إذا كان الركوع(على الفورمن قراءة آية)...(إن نواه)أی كون الركوع (لسجود) التلاوة على الراجح،إلخ.(التنويروشرحه،باب سجود التلاوة:۲/۱۱۱-۱۱۲،دارالفكر بيروت،سعيد)

(۲) الفتاوى الهندية،الباب الثالث عشرفی سجود التلاوة:۱/۱۳۳،ابيس

فوراً رکوع وسجدہ کرلیا گیا اور امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں نماز والا سجدہ، سجدۂ تلاوت کی جانب سے کافی ہوجائے گا اور امام ومقتدی سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا۔

وفی الإمداد: الاحتیاط قول شیخ الإسلام خواهرزاده بانقطاع الفوربالثلاث،وقال شمس الأئمة الحلوانی:لاینقطع ما لم یقرأ أکثرمن ثلاث،وقال الکمال بن الهمام:وقول الحلوانی هو الروایة، آه، قلت:وصرح فی شرح المنیة بأنه الأصح روایة،فإن محمدًا نص علی أنه إذا بقی بعد السجدة آیات من آخرالسورة:أی کسورة الانشقاق وسورة بنی إسرائیل إن شاء ختم السورة و رکع لها،وإن شاء سجد لها ثم قام فأکمل السورة ثم رکع، آه. (۱)

نعم لورکع وسجد لها فورًا ناب بلا نیة. (الدرالمختار)

(قوله:نعم لورکع وسجد لها)أی للصلاة فورًا ناب:أی سجود المقتدی عن سجود التلاوة بلا نیة تبعًا لسجود إمامه لما مرّ آنفًا أنها تؤدی بسجود الصلاة فورًا وإن لم ینو،والظاهرأن المقصود بهذا الاستدراک التنبیه علیٰ أنه ینبغی للإمام أن لاینویها فی الرکوع،لأنه إذا لم ینوها فیه و نواها فی السجود أولم ینوها أصلاً لا شیء علی المؤتم،لأن السجود هوالأصل فیها، بخلاف الرکوع،فإذا نواها الإمام فیه ولم ینوها المؤتم لم یجزه. (۲)*واللہ تعالیٰ اعلم*

محمد نعمت اللہ قاسمی،۲۵/۱۲/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۸۴-۴۸۵)

---

(۱) ردالمحتار،کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة:۲/۵۸۷،مکتبة زکریا دیوبند،انیس

(۲) ردالمحتار،باب فی سجود التلاوة: ۲/۵۸۸،مکتبة زکریا دیوبند،انیس

مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لیے امدادالفتاویٰ حضرت تھانوی کے حسب ذیل فتویٰ کا مطالعہ کیا جائے:

فی الدرالمختار:(و)تؤدی(برکوع صلاة)إذا کان الرکوع(علی الفورمن قراءة آیة)أوآیتین وکذا الثلاث علی الظاهر کما فی البحر(إن نواه)أی کون الرکوع(لسجود)التلاوة علی الراجح(و)تؤدی(بسجودها کذلک)أی علی الفور(وإن لم ینو)بالإجماع ولونواها فی رکوعه ولم ینوها المؤتم لم تجزه.(الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱/۱۱۱-۱۱۲،دارالفکر بیروت،انیس)

فی ردالمحتار(قوله:علی الظاهرکما فی البحر)...لکن فی البحرعن المجتبی:أن الرکوع ینوب عنها بشرط النیة،و أن لایفصل بثلاث إلا إذا کانت الثلاث من آخرالسورة.(ردالمحتار،باب سجود التلاوة:۲/۱۱۱،دارالفکر بیروت،انیس)

ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے:

(۱) فی الفور رکوع صلوٰۃ کرنے سے سجدۂ تلاوت اس وقت ادا ہوگا، جب کہ اس رکوع میں اس سجدہ کے ادا ہونے کی نیت بھی کرے،اگر نیت نہ کی تو ادا نہ ہوگا اور مقتدی کا ادا نہ ہوگا۔

(۲) اگر امام نے نیت کرلی اور مقتدی نے نہ کی تو امام کا ادا ہوگا اور مقتدی کا ادا نہ ہوگا۔ ==

بھول کر سجدۂ تلاوت کی بجائے رکوع کرنا:

سوال: سجدۂ تلاوت کرنا ہے اور بھول کر رکوع کرلیا تو اب کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اگر نماز میں آیت سجدہ تلاوت کر کے قصداً، یا بھول کر رکوع میں چلا گیا اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی، یا اس میں نیت نہیں کی؛ بلکہ حسب معمول رکوع کے بعد سجدہ کیا اور اس میں تلاوت کی نیت کی، یا اس میں نیت نہیں کی، بہرصورت سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۴۶۳-۴۶۴)

آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا، آگے یاد نہ تھا تو کیا کرے:

سوال: زید حافظ ہے، زید نے نماز پڑھی اور آیتِ سجدہ تلاوت میں آئی، فوراً سجدۂ تلاوت کیا۔ بعد سجدہ کے پھر کھڑا ہوا، مگر اس کو آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا، زید نے سجدۂ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا، لاعلمی یا بھول سے۔ آیا زید سجدۂ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے، یا کیا کرے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

ایسی حالت میں کہ نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع ہی میں نیتِ سجدہ کی کرلینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے اور اگر اٹھ کر کھڑا ہوکر فوراً رکوع میں چلا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، نماز صحیح ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۲۶)

== (۳) اگر فی الفور رکوع نہ کیا اور پھر رکوع مع نیت سجدہ ختم سورت کے قریب ہے جیسے سورہ انشقاق یا سورہ بنی اسرئیل میں ہے تو یہ بھی حکم فور ہی ہے اور اگر وسط سورت میں ہے تو فور نہ ہے گا اور اس رکوع میں ادا نہ ہوگا۔

(۴) اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو سجدۂ صلاۃ میں ادا ہوجائے گا، خواہ اس میں نیت کرے یا نیت نہ کرے، مگر فور شرط ہے۔

(۵) فور کے معنی یہ ہیں کہ آیت سجدہ کے بعد ایک، دو آیت سے زیادہ نہ پڑھے) (امداد الفتاویٰ: ۱/۵۵۴، ۵۵۵)

(۱) (و) تؤدی (بركوع وسجود فی الصلاة) ... (لها)، (وتؤدی بركوع صلاة ... على الفور) ... (إن نواه) ... (وبسجودها كذلک) ... (وإن لم ينوبالإجماع). (الدرالمختار، باب سجود السهو، ۲/۱۱۱، دارالفكر بيروت، سعيد)

(۲) (تؤدی بركوع وسجود) غير ركوع الصلاة وسجودها (فی الصلاة وكذا فی خارجها ينوب عنها الركوع). (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب سجود التلاوة: ۱/۱۱۱، دارالفكر بيروت، انيس)

قال فی الحلية: والأصل فی أدائها السجود وهوأفضل ولوركع لها على الفورجازو إلاّ لا، آه، أی وإن فات الفورلا يصح ... وفی الحلية: ثم إذا سجد أوركع لها علىٰ حدة فورًا يعود إلى القيام ويستحب أن لايعقبه بالركوع بل يقرأ آيتين أوثلاثاً فصاعدًا ثم يركع. (رد المحتار، باب سجود التلاوة: ۲/۱۱۱، دارالفكربيروت، ظفير)

نماز میں اگر سجدۂ تلاوت بھول جائے تو کیا کرے:

سوال: اگر نماز میں سجدۂ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آوے، تو کس طریق سے ادا کرے؟

الجواب

اگر سجدۂ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی، تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آوے، کر لے اور پھر سجدۂ سہو کرے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۴۲)

نماز میں سجدۂ تلاوت کو مقام سے مؤخر کرنے کا حکم:

سوال: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کرے؛ بلکہ ایک دو آیت بعد کرلے تو نماز میں نقصان آئے گا، یا نہیں؟

الجواب

نماز میں سجدۂ تلاوت کو مقام تلاوت سے مؤخر کرنے میں اقوال مختلف ہیں، بعض نے مکروہ لکھا ہے اور بعض نے بلا کراہت جائز کہا ہے، بشرطیکہ نماز ہی میں سجدہ ادا کردے اور اشبہ بالصواب احقر کے نزدیک یہ ہے کہ جتنی تاخیر سے فوریت منقطع نہ ہو(۲)، اتنی تاخیر کا مضائقہ نہیں اور جس تاخیر سے فوریت منقطع ہوجائے، وہ مکروہ ہے۔

قال فی نور الإیضاح وشرحه:(وهو)...(واجب)...(علی التراخی)...(إن لم تكن) وجبت بتلاوته (فی الصلاة)لأنها صارت جزءً من الصلاة لایقضی خارجها فتجب فوریة فیها وفی غیرها تجب موسعا، آه.(ص:۲۷۸)(۳)

قال الطحطاوی:(قوله فتجب فوریة)حتٰی لو أطال التلاوة تصیر قضاء ویأثم فیكره تحریما تأخیر الصلاتیة عن وقت القراءة،أفاده فی الشرح وهٰذا اینافی ما أبداه فی حاشیة الدرر من قوله ویجوز أن یقال تجب الصلاتیة موسعا بالنسبة لمحلها كما لو تلاها فی أول صلاته وسجدها فی آخرها،آه.(۴)

وفی نور الإیضاح أیضا مع الشرح:(ویجزی عنها)أی عن سجدة التلاوة (ركوع الصلاة إن نواها) ... (وسجودها)...(وإن لم ینوها)...(إذا لم ینقطع فور التلاوة)وانقطاعه(بأن یقرأ أكثر من

---

(۱) المصلی إذا نسی سجدة التلاوة فی موضعها ثم ذكرها فی الركوع أو السجود أوفی القعود فإنه یخرّلها ساجدًا ثم یعود إلٰی ماكان فیه ویعیده استحساناً وإن لم یعد جازت صلاته، كذا فی الظهیریة فی فصل السهو.(الفتاویٰ الهندیة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة: ۱۳۲/۱)

(۲) وهو قدر آیتین أوثلاث،كما سیاتی

(۳) مراقی الفلاح،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ص:۴۷۹،انیس

(۴) حاشیة الطحطاوی،باب سجود التلاوة،ص:۴۸۰،دار الكتب العلمیة بیروت،انیس

آيتين)بعد آية السجدة التلاوة بالإجماع وقال شمس الأئمة الحلواني... هوالرواية،آه.(۱)

قال الطحطاوي:واعلم أن الفورلاينقطع بآية وآيتين اتفاقا وينقطع بأربع اتفاقا واختلف في الثلاث فقيل ينقطع واختاره خواهرزاده وقيل لا واختاره الحلواني وهوأصح من جهة الرواية كما في الحلبي والأول أصح من جهة الدراية لأنه أحوط،آه.(ص:۲۸۲)(۲)

قلت:إنما كان التأخيرمكروها لوجوب السجدة فورية فيها فإذا لم ينقطع الفوربآية وآيتين اتفاقا وبثلث اختلافا لم يوجد علته لا كراهة والله أعلم ثم رأيت الشامي صرح بما فهمته نقلا عن الحلية بما لفظه:فإن كانت صلاتية فعلى الفور،ح،ثم تفسيرالفورعدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثرمن آيتين أوثلث،كما سيأتي،حلية،آه.(۸۰٦/۱)

پس سجدۂ تلاوت کوقیام سجدہ سے بقدرایک دوآیت کے مؤخرکرنے سے نماز میں نقصان نہ آئے گا اور بقدر تین آیت کے مؤخرکرنے کی بھی گنجائش ہے،گوخلاف احتیاط ہے اور بقدر چار آیت،یا زائد کے موخرکردیاتواگرعمداً کیا تو اس سے توبہ کرے اور نماز میں نقصان رہا اور نماز کا اعادہ اس لیے واجب نہیں کہ اس واجب فوت شدہ کی تلافی نہیں ہوسکتی اور اگرسہواً اتنی تاخیر ہوئی تواخیر میں سجدۂ سہولازم ہے۔

صرح بوجوبها الشامي ط في(۷۷٤/۱)باب سجود السهو)نقلاً عن الخلاصة قال و صححه في الولوالجية أيضا.

۱۸/رمضان۱۳۴۲ھ(امدادالاحکام:۳۰۱/۲-۳۰۲)

عیدین میں دوسری رکعت میں قرأت میں سجدۂ تلاوت اداہوجائے گا،یاتکبیرات رکعت ثانیہ کافصل مانع ہے:

سوال: سجدۂ تلاوت صلوٰتیہ کا مسئلہ ہدایہ میں تو ہے نہیں؛مگر مجھے یہ یاد ہے کہ ختم آیت سجدہ پر اگر نیت کرے تو رکوع میں تداخل ہوجاتا ہے اور بلانیت کے سجدہ صلوٰۃ میں تداخل درست نہ ہوگا؛بلکہ سجدۂ تلاوت علاحدہ ادا کرنا ہوگا، اس میں یہ دریافت طلب ہے کہ صلوٰۃ عیدین میں اگر رکعت ثانیہ میں آیت سجدہ پرقرأت ختم کرے تو سجدہ کا تداخل (بہ نیت) رکوع میں اور (بلانیت) سجدہ صلوٰۃ میں ہوجائے گا،یانہیں؟وجہ شبہ یہ ہے کہ آیت سجدہ اور رکوع میں تکبیرات زوائد نے فاصلہ کردیا۔

الجواب

قال في مراقي الفلاح:(ويجزئ عنها)...(ركوع الصلاة إن نواها)...وينبغي ذلک للإمام

(۱) مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي،باب سجود التلاوة،٤٨٦-٤٨٧،دارالكتب العلمية بيروت، انيس

(۲) حاشية الطحطاوي،كتاب الصلاة،باب سجود التلاوة،ص:٤٨٧،انيس

مع كثرة القوم...(و)يجزئى عنهاأيضاً(سجودها)...(وإن لم ينوها)...(إذا لم ينقطع فور التلاوة وانقطاعها بأن يقرأ أكثرمن آيتين ... وقال الحلواني: لاينقطع الفورما لم يقرأ أكثرمن ثلٰث آيات وقال الكمال: إن قول الشمس الأئمة وهوالرواية،آه.(ص: ۲۸۲،ملخصا)(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بقدر آیتین ، یا ثلث آیات کے ... فصل سے فور منقطع نہیں ہوتا اور تکبیرات ثلث عید آیتین کے برابر اور تین آیات سے کم ہیں؛اس لیے صلوٰۃ عید کی رکعت ثانیہ میں بھی آیت سجدہ پر قرأت ختم کر کے رکوع، یا سجدہ میں سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

۲۲/شعبان ۱۳۴۶ھ (امدادالاحکام:۲/۳۰۴) ☆

نماز کے بعد سجدہ کرنا:

سوال: آج کل بعضے آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو دونوں کف دست چت کر کے، یا بغیر اس کے سر بسجود ہوتے ہیں اور دعا کرتے اور گڑ گڑاتے ہیں،سند اور دلیل میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب راحت فرماتے تھے،اتفاق سے شب برأت تھی،تھوڑی رات کے بعد جو میں جاگی ، دیکھتی ہوں کہ آپ بستر پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے واسطے نکلی ،اس خیال سے کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے گھر گئے ہوں گے اور میں نے سب گھروں میں تلاش کیا، کہیں آپ کا پتہ نہ لگا،آخرش میں جنت البقیع کی طرف گئی کہ شاید آپ وہاں گئے ہوں، جب میں وہاں گئی تو دیکھتی ہوں کہ آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور رو رہے ہیں اور گڑ گڑا رہے ہیں۔

---

(۱) مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي،ص: ٤٨٦-٤٨٧،دارالكتب العلمية بيروت،انيس

☆ نماز کے بعد سجدۂ شکر کے احکام

(۱) سجدۂ شکر مستحب ہے۔(درمختار:۱/۵۲۴)

(۲) سجدۂ شکر اللہ تعالیٰ سے قربت کا ذریعہ ہے اور ثواب کا باعث ہے۔(عالمگیری:۱/۱۳۶)

(۳) جس کو نئی نئی ظاہری نعمت حاصل ہوتی رہے، یا اللہ تعالیٰ مال، یا اولاد، یا گمشدہ چیز مل جائے، یا کوئی مصیبت دور ہو جائے، یا اس کا کوئی مریض اچھا ہو جائے، یا کوئی غائب آجائے تو مستحب ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ کرے۔(طحطاوی:ص۲۷۲)

(۴) یہ سجدہ سجدۂ تلاوت کی طرح کیا جاتا ہے۔

(۵) نماز کے بعد جس وقت نفل مکروہ ہے،اس وقت شکر کا سجدہ بھی مکروہ ہے۔(عالمگیری:۱/۱۳۶) باقی وقتوں میں مکروہ نہیں ہے۔

(۶) جو سجدہ کسی سبب کے بغیر کیا جائے، وہ نہ اللہ سے قریب ہونے کے لیے ہے اور نہ مکروہ ہے۔

(۷) بعد نماز سجدۂ شکر مکروہ ہے؛ کیوں کہ لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھ لیں گے۔(درمختار:۱/۵۲۴)

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:ص۵۳۸،انیس)

اور ایک حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دلیل میں پیش کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: كشف رسول الله صلى الله عليه وسلم الستارة والناس صفوف خلف أبى بكر، فقال: أيها الناس إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له: ألا وإنى نهيت أن أقرأ القرآن راكعاً أو ساجدًا فأما الركوع فعظموا فيه الرب وأما السجود فاجتهدوا فى الدعاء فقمِن أن يستجاب لكم. (۱)

اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد سر بسجود ہوکر دعا مانگنا اور اپنی مرادیں مانگنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال پکڑنا صحیح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

سوال میں جو احادیث منقول ہیں، ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کے اندر سجدہ میں دعا مانگی گئی ہے، یا مانگی جائے، بعد نماز صرف دعا کے لیے سجدہ کرنے کا ثبوت ان احادیث سے نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد محض دعا کرنے کے لیے سجدہ کرنے کی اصل شریعت میں نہیں۔ بے شک سجدۂ شکر جو کسی نعمت کے حصول پر کیا جائے، وہ بقول مفتیٰ بہ جائز ہے اور صرف دعا کے لیے سجدہ کرنے سے فقہا اس لیے منع کرتے ہیں کہ اس سے جہلا کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے۔

وسجدة الشكر مستحبة به يفتى لكنها تكره بعد الصلاة؛ لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدى إليه فمكروه.

(قوله: لكنها تكره بعد الصلاة)... الضمير للسجدة مطلقا، قال فى شرح المنية آخر الكتاب عن شرح القدورى للزاهدى: أما بغير سبب فليس بقربة ولا مكروه وما يفعل عقيب الصلوٰة فمكروه؛ لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدى إليه فمكروه، انتهٰى.

وحاصله أن ما ليس لها سبب لا تكره ما لم يؤد فعلها إلى اعتقاد الجهلة سنيتها كالتى يفعلها بعض الناس بعد الصلوٰة ورأيت من يواظب عليها بعد صلوٰة الوتر ويذكر أن لها أصلاً وسندًا فذكرت له ماهنا فتركها، ثم قال فى شرح المنية: وأما ما ذكر فى المضمرات أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة رضى الله عنها: "مامن مؤمن ولا مؤمنة يسجد سجدتين" إلىٰ آخر ما ذكر فحديث موضوع باطل لا أصل له، انتهٰى. (ردالمحتار) (۲) **والله اعلم** (کفایت المفتی: ۳/۴۱۳-۴۱۴)

(۱) الصحيح لمسلم، باب النهى عن قراءة القرآن فى الركوع والسجود: ۱/۱۹۱، قديمى، انيس

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، قبيل باب صلاة المسافر: ۲/۱۳۰، دارالفكر بيروت، انيس

نماز کے بعد سجدہ ودعائیہ حکم:

سوال: نماز پڑھنے کے بعد سجدے میں گر کر قضاء حاجات کے لیے دعا مانگنی ادعیۂ ماثورہ سے، یا غیر ماثورہ سے عربی، یا عجمی میں جائز ہے، یا ناجائز؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد، یا قبل ایسا کرنا ثابت ہے، یا نہیں؟ جواب قرآن وحدیث وآثار سے دیا جائے؟ (المستفتی: اے، ای، ایم داؤجی، رنگون)

الجواب

نماز کے بعد سجدۂ سہود عائیہ کو فقہائے کرام نے مکروہ فرمایا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وما يفعل عقيب الصلوات مكروه؛ لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه". (۱)

یعنی جو سجدہ نماز کے بعد کیا جاتا ہے، مکروہ ہے؛ کیوں کہ عوام اس کو واجب، یا سنت اعتقاد کر لیتے ہیں اور جو مباح کہ اعتقاد وجوب، یا سنیت پیدا کرے، مکروہ ہو جاتا ہے۔ اسی عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فی حد ذاتہا مباح ہے، کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس مباح کو واجب، یا سنت سمجھ لیا جاتا ہے، یا لوگ دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں اور جو کوئی نہ خود ایسا سمجھتا ہو اور نہ لوگوں کے سامنے کرے؛ بلکہ تنہائی میں کرے تو مباح، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا صحابۂ کرام، یا ائمہ عظام کا یہ طریقہ نہ تھا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی (کفایت المفتی: ۳/۴۱۴)

سجدۂ شکر:

سوال: سجدہ نماز سجدۂ تلاوت کے علاوہ زائد سجدۂ شکر کرنا خارج صلوٰۃ صحیح ہے، یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو کس درجہ میں اور اگر ناجائز ہے تو کس درجہ میں؟ جو شخص ناجائز ہونے کے باوجود تسلیم نہ کرے اور یہ کہے کہ شرعاً جائز ہو، یا ناجائز ہو، میرے نزدیک بہتر ہے، ہمیں کسی سے فتویٰ لینے کی ضرورت نہیں تو اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

(المستفتی: نصر الدین عظیم آبادی)

الجواب حامدًا ومصليًا

جس وقت کوئی بڑی نعمت حاصل ہو، یا کوئی بڑی مصیبت زائل ہو، بہتر یہ ہے کہ شکریہ کے لیے دو رکعت ادا کرے،

(۱) الفتاویٰ الهندية، قبيل الباب الرابع عشر في صلاة المريض: ۱/۱۳۶، ط: ماجدية كوئٹة، انيس

اگر یہ نہ ہوتو سجدہ کرنا بھی مفتی بہ قول کی بناپر مستحب ہے؛لیکن نماز کے بعد کرنا مکروہ ممنوع ہے کہ ناواقف لوگ کو مسنون، یا واجب اعتقاد کریں گے اور یہ جواب کہ ''شرعاً جائز ہو، یا ناجائز، میرے نزدیک بہتر ہے، ہمیں کسی فتویٰ لینے کی ضرورت نہیں''نہایت سخت اور خطرناک ہے، ایسے کلام سے توبہ اور آئندہ کو اجتناب لازم ہے۔

''وسجدة الشكر مستحبة، به يفتىٰ؛ لكنها تكره بعد الصلاة؛ لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه''، آه. (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۹/۶/۲۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۹/۶/۲۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۷۵/۷)

سجدۂ شکر:

سوال: سجدۂ شکر کا کیا طریقہ ہے؟ اور یہ کس موقع پر ہے؟ (محمد عبدالحلیم، محبوب نگر)

الجواب

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوش کن بات پیش آتی، یا اس کی خبر دی جاتی تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے۔

''عن أبي بكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خر ساجدًا شاكرًا لله''. (۲)

اسی لیے خوشی کے مواقع پر سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے۔ سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ پاکی کی حالت میں قبلہ رخ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بیان کرے، پھر دوسری تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھالے۔ (۳) سلام کی ضرورت نہیں اور نہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کی۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴۵۸/۲)

سجدۂ شکر اور اس کا طریقہ:

سوال: شکرانہ کا سجدہ کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ رمضان میں بہت سے لوگ تراویح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور ہاتھ اس طرح پھیلا کر رکھتے ہیں کہ ہتھیلیاں چہرہ کی جانب ہوتی ہیں، کیا اس طرح سجدہ کرنا درست ہے اور کیا اس سجدہ کے لیے بھی باوضو ہونا ضروری ہے؟ (حمید الدین، شاہ علی بنڈہ)

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، قبيل باب صلاة المسافر: ۲/۱۱۹-۱۲۰، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ۲۷۷٤، باب في سجود الشكر، مكتبة حقانية ملتان، انيس

(۳) الفتاوى الهندية: ۱/۱۳٦

الجواب

نماز سے باہر دو ہی طرح کے سجدے ثابت ہیں، ایک تو سجدۂ تلاوت جس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے۔ دوسرے سجدۂ شکر جس کے بارے میں کسی قدر اختلاف ہے؛ لیکن صحیح یہی ہے کہ حدیث سے سجدۂ شکر ثابت ہے؛(۱) اس لیے اگر کوئی خوشی کی بات پیش آئے تو بطور شکرانہ کے سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں: "**سجدة الشكر جائزة عند الإمام لا واجبة**".(۲)

ان کے علاوہ محض دعا کے لئے نماز سے باہر مستقلاً سجدہ کرنا ثابت نہیں اور سجدہ کی جو ہیئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہی ہے کہ ہتھیلیاں زمین پر بچھی ہوئی ہوں، جیسا کہ نماز میں سجدے کئے جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدوں میں دعائیں کیا کرتے تھے؛ لیکن یہ سجدہ بھی عام سجدوں کی طرح ہوتا تھا،(۳) ایسا نہیں تھا کہ دعا کرنے کی وجہ سے ہتھیلیاں اوپر کی طرف کر لی جائیں، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر بھی عام سجدوں کی ہیئت پر کرنا چاہیے۔

چونکہ نماز کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے اور سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے؛ اس لیے سجدۂ شکر میں بھی باوضو ہونا ضروری ہے، ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء و محدثین کی یہی رائے ہے۔(۴) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۵۸-۴۵۹)

دعائیہ سجدہ:

سوال: اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض حضرات دعائیہ سجدہ کے نام پر ہتھیلیوں کو بچھانے کے بجائے ہاتھوں کی پشت کو بچھاتے ہیں، تو کیا اس کیفیت کے ساتھ سجدہ جائز ہے اور کیا نمازوں کے سجدہ کے علاوہ ایسا سجدۂ مسنونہ کر کے دعا کی جا سکتی ہے؟ (اسد اللہ خان، بیگم پیٹ)

الجواب

نماز ایک اہم ترین عبادت ہے اور سجدہ اس کا ایک رکن ہے، عبادات میں ضروری ہے کہ اسی طریقہ و کیفیت کو اختیار کیا جائے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس میں نہ اضافہ اور کمی کی گنجائش ہے اور نہ اپنی طرف

(۱) دیکھئے: سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٢٧٧٤، باب في سجود الشكر، مكتبة حقانية ملتان، انيس

(۲) الأشباه والنظائر مع الحموی: ٦٥/١

(۳) عن أبی هريرة عن عائشة رضی الله عنها فقالت: فقدت رسول الله صلی الله عليه وسلم ذات ليلة فلمست المسجد فإذا هو ساجد وقدماه منصوبتان وهو يقول أعوذ برضاک من سخطک من سخطک وأعوذ بمعافاتک من عقوبتک وأعوذ بک منک لا أحصی ثناءً عليک أنت كما أثنيت علی نفسک. (سنن أبی داؤد، باب الدعاء فی الركوع والسجود: ١٣٥/١، مكتبة حقانية ملتان)

(۴) دیکھئے: الموسوعة الفقهية كوئتة: ٢٤٨/٢٤، باب سجود الشكر

سے تخمین اور اجتہاد کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ کی یہ کیفیت منقول ہے کہ ہتھیلیوں کا حصہ زمین پر رہے اور ہاتھوں کی پشت کا حصہ اوپر کی طرف، یہی طریقہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک متوارثاً چلا آ رہا ہے اور فقہا نے بھی اس بات کو بہ وضاحت وصراحت بیان کیا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

”ویضع یدیه فی السجود حذاء أذنیه...ویعتمد علیٰ راحتیه“.(۱)

اس لیے اس کیفیت کے ساتھ کوئی بھی سجدہ کرنا درست نہیں۔

جہاں تک دعائیہ سجدہ کی بات ہے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ نماز سے باہر دو ہی سجدے منقول ہیں: ایک سجدۂ تلاوت، جو آیت سجدہ کی تلاوت پر واجب ہوتا ہے۔ اس سجدہ کے ثابت ہونے پر متعدد احادیث موجود ہیں، (۲) اور اسی لیے فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے۔ (۳)

دوسرے سجدۂ شکر، امام ابوحنیفہؒ سجدۂ شکر کے قائل نہیں؛ (۴) لیکن اکثر فقہا اس کے قائل ہیں، خود امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی اس کے قائل ہیں، (۵) اور فقہ حنفی کی کتابوں میں اسی رائے کی طرف رجحان ہے۔

---

(۱) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة و آدابها: ۷۵/۱، انیس

(۲) ایک حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ”جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سورہ کی تلاوت فرماتے، جس میں کوئی آیت سجدہ ہوتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے اور ہم لوگ بھی سجدہ کرتے“۔

”عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: کان النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ السورة التی فیها السجدة، فیسجد و نسجد حتیٰ مایجد أحدنا مكانًا لموضع جبهته“ (صحيح البخاري، كتاب سجود القرآن، أبواب ما جاء فی سجود القرآن، رقم الحديث: ۱۰۷۰، باب من لم یجد موضعًا للسجود مع الإمام من الزحام)

(۳) صرف فرق یہ ہے کہ احناف کے یہاں سجدۂ تلاوت کا ادا کرنا واجب اور فقہاء ثلاثہ کے یہاں سنت ہے۔

سجدة التلاوة واجبة بالتلاوة علی القاری والسامع عند الحنفية، سنة عند بقية الفقهاء. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۱۱۰/۲)

(۴) چناں چہ سنن أبوداؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوش کن خبر معلوم ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہوجاتے۔

”عن أبي بكرة رضی اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم أنه كان إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خر ساجدًا شاكرًا للّٰه“ (سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۷۷٤، باب في سجود الشكر: ۲۷/۲، مكتبة زكريا حقانية، انیس)

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا بھی سجدہ شکر ادا کرنا ذخیرۂ حدیث میں موجود ہے۔ (دیکھئے: كنز العمال، رقم الحديث: ۲۲۳۱۹، باب سجدة الشكر)

(۵) كبيری، ص: ۲۵

(٦) الفتاوی الهندية: ۷۵/۱

سجدۂ شکر سے مراد یہ ہے کہ کسی نعمت کے حاصل ہونے، یا کسی مصیبت سے نجات پانے کی صورت میں قبلہ رخ ہوکر سجدہ ریز ہو، سجدہ میں تحمید وتسبیح کے کلمات پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھالے، (۱) حدیث سے بھی سجدۂ شکر کا ثبوت ملتا ہے۔ (۱) اس کے علاوہ نماز سے باہر کوئی سجدہ ثابت نہیں۔

مشہور محدث اور فقیہ علامہ حلبیؒ نے اس کا مکروہ ہونا نقل کیا ہے:

"وقد قالوا في السجدة لما لم تكن مقصودة لم يشرع التقرب بها وكانت مكروهة". (۲)

ہاں نفل نماز میں سجدہ کی حالت میں دعا کی جاسکتی ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ حالت سجدہ نماز تہجد میں دعا کرنا ثابت ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴۵۹/۲-۴۶۱)

---

(۱) "عن أبي بكرة رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خرّ ساجدًا شاكراً لله". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ٢٧٧٤، باب في سجود الشكر: ٢٧/٢)

(۲) عن أبي بكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خرّ ساجدًا شاكراً لله. (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ٢٧٧٤، باب في سجود الشكر)

مسئلہ: قرآن شریف میں تلاوت کے سجدے چودہ ہیں، جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا رہتا ہے، اس آیت کو پڑھ کر سجدہ واجب ہوجاتا ہے اور اسی کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نہ اٹھائے، سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الأعلیٰ کہے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے، پس سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہوکر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑا ہوجائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ بیٹھے کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: سجدے کی آیت کو جو شخص پڑھے، اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہوجاتا ہے، چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو، یا کسی اور کام میں لگا ہوا اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو؛ اس لیے بہتر ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے؛ تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں، وہ سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں؛ یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلے کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ: جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے، اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہیے، بعض آدمی قرآن شریف پر ہی سجدہ کر لیتے ہیں، اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔

مسئلہ: اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرلے، فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرلے؛ کیوں کہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت باقی ہوں جو اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرلے، عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور ادا کر لینے چاہئیں کبھی ادا نہ کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔ ==

== **مسئلہ**: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں سنا، جب کہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے ادا کرتا ہو، اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے، پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے، اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا، اس کے بعد دو یا تین آیتیں اور پڑھ لیں، تب سجدہ کیا تو بھی یہ درست ہے، اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا، تب سجدہ کیا تو سجدہ تو ادا ہو گیا؛ لیکن گنہ گار رہوگا۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی رکوع کرتا ہوں، تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جب سجدہ کرے گا تو اسی سجدے سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا، چاہے کچھ نیت کرے، چاہے نہ کرے۔

مسئلہ: نماز پڑھنے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے؛ بلکہ نماز کے بعد کرے اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا، پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کوئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر سجدہ کرے، یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے، پھر اسی کو بار بار دہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی، تب اس آیت کو دہرایا پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دہرائے، اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے، اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر اٹھ کر کھڑا ہوا؛ لیکن چلا، پھر انہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کتابت کرنے لگا، یا کپڑے سینے لگا، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی، تب بھی دو سجدے واجب ہوئے یعنی جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ: ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کونہ میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونہ میں جا کر وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک سجدہ کافی ہے، چاہے جتنی دفعہ پڑھے، البتہ دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پھر تیسرے کام میں لگ جانے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے میں تیسرا سجدہ۔

مسئلہ: مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے اگر سجدہ کی آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل کر پڑھے۔ ==

== **مسئلہ**: اگر نماز میں سجدے کی ایک ہی آیت کوئی دفعہ پڑھے، تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے، یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلیا، پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ: سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے، دونوں سجدے اسی سے ادا ہوجائیں گے، البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سجدے کی آیت پڑھ کے سجدہ کرلیا، پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ: پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک ہی رات کو بار بار پڑھتا رہا؛ لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا، دوسری دفعہ اور جگہ، تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے واے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی مرتبہ سنے، اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: اگر سننے والے کی جگہ نہیں بدلی؛ بلکہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ: ساری سورت پڑھنا اور سجدے کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے اور منع ہے، فقط سجدے سے بچنے کے لیے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی امام سے آیتِ سجدہ سنے اور اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کرچکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیتِ سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو سجدے کی ضرورت نہیں، اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا، دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے، اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس کے امام پر، نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں۔ ہاں جو اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ نماز ہی پڑھتے ہوں، یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا؛ لیکن سجدہ باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: عورت کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ: خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا سجدہ خارج نماز میں؛ بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں کیا جاسکتا، پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے، یا ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے۔

مسئلہ: جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نماز مین سجدہ کی آیت نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (دین کی باتیں از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

کیا سجدۂ تعظیمی جائز ہے:

سوال: میرے پاس ایک ۲۲/صفحہ کا کتابچہ آیا ہے، جس میں کچھ فارسی اشعار کے حوالہ سے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیا گیا ہے، پیر کو ہو، یا صاحب مزار کو، میں اسے کفر اور شرک سمجھتا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس سلسلہ میں رہنمائی کریں؟

هو المصوب

سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱۵۶/۳)

☆☆☆

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالٰى عنه عن النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم قال: لو كنتُ آمر أحداً أن يسجد لأحد؛ لأمرتُ المرأة ان تسجد لزوجها. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع باب ماجاء في حق الزوج علٰى المرأة، رقم الحديث: ۱۱۵۹، قال الترمذي حديث حسن غريب: ۲۱۹/۱، قديمي)

و(كذا) ما يفعلونه من (تقبيل الأرض بين يدي العلماء) والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان؛ لأنه يشبه عبادة الوثن وهل يكفران علٰى وجه العبادة و التظيم؟ كفر، وإن علٰى وجه التحية لاوصار آثما مرتكباً للكبيرة. (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في البيع: ۳۸۳/۶، دارالفكر بيروت. انيس)